November 1958

Ram Number

As. 8

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

چیف ایڈیٹر
گورکھ ناتھ نندہ

رسالہ اوم دہلی

ایڈیٹر
برہمانند بی اے

ماہ نومبر ۱۹۵۸ء
سالانہ چندہ 6/8

چندہ لائف ممبر شپ /125 روپے

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضمون	نام مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	رام مجھ میں میں رام میں ہوں	شری نوبت رائے جی شوخ	۲
۲	مریادا پرشوتم بھگوان رام	ایڈیٹر	۳
۳	مزدوری التماس	منیجر	۶
۴	سرور ذات (نظم)	شری نوبت رائے جی شوخ	۹
۵	دیانت کی سیڑھی	مہاتما رنجیت رام جی	۱۰
۶	مقام خاص	وششٹی پٹیالوی	۱۲
۷	آب حیات	پرم ہنس نرمل جی مہاراج	۱۳
۸	نبد صفا	پنڈت رتن چند جی رتن	۱۴
۹	جب سارا بھو منڈل راون کے اتیا چاروں سے کانپ اٹھا	شری ہر بھگوان خستہ	۱۶
۱۰	کیوں	شری نوبت رائے جی شوخ	۲۱
۱۱	یوگ سوتر	دیوان سنگھ چند فقیر	۲۳

نمبر شمار	نام مضمون	نام مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱۲	انوار حقیقت	ڈاکٹر راج بہادر دربا	۲۷
۱۳	تمیسی سے بھینٹ	لالہ جگن ناتھ کھنہ بی اے ملتانی	۲۸
۱۴	رام شوری	امیر الشعراء ادلیان [illegible] جی قمر	۲۴
۱۵	غریب دیش پر بھگوان کرشن کی چھاپ	شری فتح چند نسیم	۲۵
۱۶	غزل	شری امر چند قیس	۲۷
۱۷	ایک پرشن	پرم ہنس نرمل جی	۲۸
۱۸	گھمنڈ کو چور کرنے والے بھگوان کرشن	شری میاداس شرما	۳۹
۱۹	بیدار تھیسا شری اشٹادشہ بھجی	پنڈت دوارکا ناتھ بینام	۴۴
۲۰	نہ جانے کیوں؟	حکیم دیکارام مضطر	۴۹
۲۱	بہت آسان ہے ملنا خدا کا	سوامی دھرم داس جی	۵۲

(شری برہمانند پرنٹر پبلشر کے باہتمام جید پریس دہلی میں چھپا اور دفتر رسالہ اوم بازار اجمیری گیٹ دہلی سے شائع ہوا)

رام مجھ میں میں رام میں ہوں

از شری نوبت رائے جی شوخ

یہ گیت کس نے مجھے سنایا کہ رام مجھ میں ہیں میں رام میں ہوں
یقین کیسا مجھے دلایا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

ہزار نغمے، ہزار گانے سنے ہیں دنیا کی محفلوں میں
جو دل کو بھایا یہ گیت بھایا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

کہاں کہاں اس کی جستجو کی ہیں خاک بر سر پھرا جہاں میں
کسی نے ناگاہ یہ بتایا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

ہیں بے خبر آشنائے حق کی طرح ہمارا طلب سے اپنی خود
یہ دھیان دل کی مہک سے آیا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

مٹی ہے اب دل کی دوڑ ساری قرار پایا ہے زندگی نے
دنیا سے دل نے مجھے دکھایا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

مجھی میں ہے وہ اسی میں ہوں میں یہ صاف روشن ہوا ہے مجھ پر
نگاہِ باطن نے دیکھ پایا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

مٹایا اپنی خودی کو ایسا کہ مٹ گیا وہم ماسوا کا
یہ گیت گانا مجھے بھی آیا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

خدا کے بندے جو لے کے مذہب کی آڑ باہم جھگڑ رہے تھے
یہ گیت میں نے انہیں سنایا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

بنا کے سارے جہاں کے لوگوں کو دردِ الفت سے اشک اپنے
یہ گیت سوزِ دروں سے گایا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

چلا جو میں اُن کے نقشِ پا پر جو راہِ خدمت میں کام آئے
تو شادماں ہو کے میں گنگنایا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

یہ رام تیرتھ کا شوخ گانا پسند آیا کمال مجھ کو
یہ گیت تضمین سے بنایا کہ رام مجھ میں ہے میں رام میں ہوں

مریادا پرشوتم بھگوان رام

بھگوان رام مریادا پرشوتم تھے، اُن کا جیون شکشا کا بھنڈار ہے۔ اُن کے آدرش جیون سے منش اپنا جیون اچھا اور سرلیشٹ بنا سکتا ہے۔ بھگوان شری رام نے اپنے گورو، ماتا، پتا، بھائی، سہائک، سیوک، پرجا وغیرہ سبھی سمبندھیوں کے ساتھ ایسا سُندر آدرش ویوہار کیا ہے۔ جو ہر پرکار سے شکشا دایک ہے۔ بھگوان رام کی ماتری بھکتی بے مثال تھی۔ اُن کے لئے جیسی ماتا کوشلیا تھیں ویسی ہی کیکئی اور سومتراں تھیں۔ جس وقت اُن کو بن جانے کا حکم ملا تو اُنہوں نے سیتا جی کو کہا کہ اے پریہ! تم میرے ساتھ بن جانے کے لئے اصرار نہ کرو۔ بلکہ تم یہاں رہ کر میری ماتاؤں کی سیوا کرو۔ میرے لئے تمام ایک جیسی ہیں۔ حالانکہ کیکئی ہی اُن کے بن گمن کا کارن بنی لیکن اُن کے منہ سے اُس کے متعلق کبھی نندا کا ایک شبد بھی نہ نکلا۔ اور اُنہوں نے سیتا اور لکشمن کو بھی اُس کے برخلاف کوئی لفظ کہنے کی اجازت نہ دی۔

بھگوان رام کا بھراتری پریم بھی الوکک تھا۔ وہ اپنے سب بھائیوں کے ساتھ اتی پریم کرتے تھے، لکشمن جب میگھ ناتھ کے تیر سے گھائل ہو گئے۔ تو اُس وقت شری رام نے روتے ہوئے کہا کہ اِس سنسار میں منش کو راجیہ پراپت ہو سکتا ہے متر مل سکتے ہیں، پتی برتا استری مل سکتی ہے مگر بھائی کا ملنا اسمبھو ہے۔ اسی طرح لکشمن اور بھرت کا بھی رام سے اتی پریم تھا۔ بھرت جی تو رام کے پریم میں متوالے ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی ماتا کیکئی کے دلائے ہوئے راجیہ کو بھی پاؤں کی ٹھوکر سے روند دیا۔ اور راج گدی پر بھگوان رام کی کھڑاؤں کو رکھ کر راجیہ کے فرائض کو نبھایا۔ زمین کے نیچے کٹیا بنا کر چودہ ورش تک تپسویوں جیسا جیون ویتیت کیا۔ جیسا پریم رام کو بھرت سے تھا۔ اور بھرت کو رام سے تھا اُس کی مثال دنیا آج تک پیش نہیں کر سکتی۔ لکشمن جی نے بھی بھگوان رام کے پریم میں اپنے تمام سکھ کو تلانجلی دے دی، سیوکوں کی طرح جنگل میں اُن کی سیوا کی۔ سیتا جی کو اپنی ماتا کے سمان دیکھا۔ اور اُن کے ہر دُکھ میں شریک بنے، کتنا اونچا آدرش اُنہوں نے دُنیا کے سامنے پیش کیا۔

بھگوان رام کا شاسن اتنا دھرم پورن تھا کہ ان کے راجیہ میں پرجا سکھ اور شانتی سے رہتی تھی، چوری اور ڈکیتی کا نام و نشان نہ تھا۔ کوئی شخص اپنے مکان کو تالا نہیں لگاتا تھا۔ جھوٹ بولنا پاپ تھا۔ پرائی استری کو ماں اور بہن کی طرح دیکھا جاتا تھا۔ اور پرائے دھن کو مٹی کے ڈھیلے کے سمان تُچھ سمجھا جاتا تھا۔ کاروبار میں ستیہ دھرم کا پورا پورا خیال رکھا جاتا تھا۔ نہ ہی ٹھگی تھی اور نہ ہی بلیک مارکیٹ، پرجا راجہ کو ایشور کا اوتار مانتی تھی ٹیکس وغیرہ لگانے کی ضرورت ہی نہ پڑتی تھی، کیونکہ پرجا اپنی آمدن کا دسواں حصہ خود بخود ہی دان کے روپ میں راجہ کو دے دیتی تھی۔ اس طرح راجہ کا خزانہ ہمیشہ ہی بھرا رہتا تھا۔ لڑائی وغیرہ کے موقعہ پر پرجا اپنے زیور تک اتار کر راجہ کو دے دیتی تھی۔

اتِتھی ستکار یعنی مہمان نوازی تو دھرم کا ایک انگ سمجھا جاتا تھا۔ جبتک کسی وِدوان براہمن یا سادھو مہاتما کو بھوجن نہ کھلایا جاتا تھا کوئی گرہستی بھوجن نہ کھاتا تھا۔ اسی پراچین مریادا کو مدِنظر رکھتے ہوئے آج بھی دھرم پرائن گرہستی براہمن کو "ہنذا" دیئے بغیر بھوجن کو گرہن نہیں کرتے۔ نندا اور چغلی نیز جھوٹی گواہی اور راست بھاشن و دیگر نندک کرموں اور پاپوں سے لوگ اس طرح ڈرتے تھے جیسے بچھو اور سانپ سے، بھائی۔ بھائی پر جان دیتا تھا۔ پتر پتا کو ایشور سمان دیکھتا تھا۔ اور اس کی عزت مان اور آگیا کا سدا پالن کرتا تھا۔ شِشیہ اور گورو کا آپس میں اگادھ پریم اور شردھا ہوتی تھی۔

یہ تھی ہمارے پراچین بھارت کی مہان سبھیتا، یہی تھا رام راجیہ.... اگر پھر ہمارے دیش میں وہی دھرم مریادا ستھاپت ہو جاوے۔ تو یہ سورگ سے کم نہ ہو۔ آج ہمارے دیش کی جو اوستھا ہے وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں، جھوٹ بولنا ہمارا شیوہ بن چکا ہے، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے۔ بوڑھے والدین کی جو دُرگتی ہو رہی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ دیا دھرم کا بالکل اجاڑہ ہو چکا ہے، غریب کی کوئی شنوائی نہیں۔ شریف آدمی پر کوئی اعتبار نہیں کرتا۔ لیکن چالاک آدمی سب جگہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ چالبازی آج کل سب سے بڑا گُن سمجھا جا رہا ہے۔ جو چالاک اور چالباز ہے۔ اسی کی دنیا عزت کرتی ہے۔ نیک اور شریف کو لوگ بدھو سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی شریف آدمی اپنے نیک اوصاف سے کسی دنیا دار کی امداد بھی کرتا ہے۔ تو اس کو بھی لوگ جاہل اور ناتجربہ کار ہی خیال کرتے ہیں۔ اس طرح فی زمانہ شرافت اور نیکی کو مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ گھوڑے اور بیلوں پر اس قدر ظلم ہو رہا ہے کہ اُن کو دیکھ کر یم لوک (نرک) کی سزا کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے۔ لوگ مانس آہاری بن چکے ہیں۔ اور پاپ بڑھ گیا ہے۔ جس کا نتیجہ دُکھ ہی دُکھ ہے

کاش اگر ہمارے نیتا اپنی پراچین دھرم مریادا کے پھل سروپ سکھ اور شانتی کا انوبھو کریں اور اسی دھرم مریادا کو پھر جیوت کرنے کے لئے سکولوں اور کالجوں میں، وید، شاستر اور پرانوں کی ست وِدیا کو پڑھانے کا یتن کریں، مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب نے ہمارے دیش کو رساتل تک پہنچا دیا ہے اور ہم سب دُکھی ہو رہے ہیں۔ دوسرے دیشوں کے مہاپُرش اور سمجھدار لوگ تو ہماری سبھیتا کو اپنانے کے لئے سرگرداں ہیں۔ لیکن ہم ہیں کہ اپنے پاؤں پر آپ ہی کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ جن غیر متعصب حق پسند محققوں نے بھارت کے قدیم علوم اور روحانیت کی کھوج کی ہے ان میں چند علما کی رائے ہم ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں۔

(۱) امریکہ کے وِدوان ڈکسن صاحب نے اپنا نام تبدیل کر کے رام چرک رکھا۔ اپنی کتاب بھارت کے دھرم اور فلسفہ میں یوں لکھا ہے :-

"بھارت سنسکرت زبان کا جنم استھان ہے، جو سنسار بھر کی زبانوں کی ابتدائی زبان ہے اور تمام مذاہب و فلاسفیوں کا سرچشمہ ہے، اس لئے اسے بھارت ماتا! بیسویں صدی کے تمام وِدوان اور مغربی دنیا کے مورخ علمائے تیری عظمت کے آگے سر جھکاتے ہیں۔ بھارت کے منبع سے ہی دنیا کی مختلف بولیاں نکلی ہیں۔ جن میں لوگوں نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا ہے۔ وچار وان بھارتی رِشیوں نے اپنے سکھشا دائک اپدیشوں سے مختلف مذاہب کے درخت بنا دیئے ہیں۔ بھارت کے سپوتوں نے ہزاروں برس لوگ سمادھی اور دھیان اوستھا میں بیٹھ کر عالم قدرت کے مخفی اسرار اور آتما کے دقیق باریک مسائل پر فکر و خوض کر کے روحانی غذا حاصل کی ہے اور تمام سنسار کی بھوک پیاس کو گیان کے امرت سے مٹا دیا ہے"

(۲) رچرڈ پال۔ انگلستان کا وِدوان اپنی کتاب "ایشیا میں بیداری" میں یوں فرماتے ہیں :- کیا آپ محسوس

نہیں کرنے کہ یورپ کو مناسب ہے کہ حرص و ہوا سے بچ کر نفرت اور نخوت کو نظر انداز کرے اور عاجز محبت پیدا کر کے مادہ پرستی کے تاریک غار سے نکلا جاوے۔ اُسے تاریکی میں ٹھوکریں کھانے سے بچا کر عالم روشن میں لایا جاوے اس طرح اسے دوبارہ روحانی زندگی دے کر موت کے پنجہ سے چھڑایا جاوے۔ یورپ اپنے پاپوں کے نیچے دب رہا ہے۔ اس لئے وہ بھارت کی طرف ٹکٹکی لگائے کھڑا ہے، کیا ہمیشہ بھارت سے ہی آتما کو منور کرنے کے لئے روشنی پریم اور پاکیزہ زندگی کی لہریں اٹھ کر نہیں آتی رہی ہیں۔ دنیا کے رہنما اور نجات دینے والے تو بھارت میں ہی پیدا ہوتے رہے۔ یا وہیں کی تعلیم سے فیضیاب ہو کر غیر ممالک میں جا کر رہنما بنے۔ پس بجا تخت کی سلطنت قائم کرو۔ بھارت نے ہی قدیم ایام میں دنیا کو گورو، اُستاد اور رہبر عطا کئے ہیں۔

آریہ ورت کے زمانہ ماضی کے واقعات پر نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ہے کہ کوئی ایسا علم و ہنر نہیں جس کا موجد ہونے کا فخر یورپ کرے۔ جو اس ملک میں ہزاروں برس پہلے معیا فت نہ ہوئی ہو۔ یا اس کے متعلق اشارہ نہ کیا گیا ہو۔ بھارت کی قدیم تہذیب میں کوئی ایسا عظیم الشان وصف تھا کہ مصر۔ بابل اور آسٹریا کی قدیم تہذیبیں مٹ گئیں۔ مگر آریہ ورت کی تہذیب نہ صرف ابھی تک قائم ہے بلکہ سینکڑوں انقلاب اور حملوں کے باوجود زندہ ہے اور آریہ جاتی کا سر دنیا میں ممتاز کر رکھا ہے، سبب یہ ہے کہ اس تہذیب کے اندر روحانیت اور معرفت کا خمیر بھرا ہوا ہے۔ جس کو اس سمجھا کرنا مشکل ہے۔"

۳۔ مسٹر توبدگن صاحب کتاب "بکیسما" میں لکھتے ہیں کہ دنیا بھر کے نوجوان اسٹری پرش بھارت کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ وہاں سے ہی آتمک شکتی اور روحانیت کی زبردست لہریں آ رہی ہیں کہ ہماری مادہ پرستی اور سائنس سے مصنوعی تیار کردہ زندگی کی شاندار عمارت اس روحانیت کے زلزلہ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔ اس لئے میں مجبوراً بھارت کی روحانیت کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ اب ہمیں اپنے تئیں مادہ پرستی کی چٹان پر ٹکرانے سے بچانا چاہیئے۔"

(۴) کرنل الکاٹ صاحب رسالہ تھیاسوفسٹ مارچ ۱۸۸۱ء میں لکھتے ہیں ــــ کہ

"زمانہ حال کی فلاسفی اور علم اللسان کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یورپ کی تمام تہذیبیں بھارت سے نکل کر چاروں طرف پھیل گئیں۔ اس کا ثبوت شمالی یورپ یونان۔ بابل۔ مصر اور روم کی فلاسفی اور بھارت کے تتو گیان میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ہم یونان کے فلاسفر سقراط افلاطون، فیثاغورث، ہیرز اور درجل کے فلسفہ کو پاتنجلی گوتم، کناد اور بیاس کے فلسفہ سے مقابلہ کر کے دیکھتے ہیں، تو ان میں بالکل مشابہت پاتے ہیں۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ان تمام ممالک نے اپنی روحانیت، حقانیت اور حکمت کو بھارت سے حاصل کیا۔ کیونکہ انہی سے فیثاغورث، انکاگورس، اکارگس، وغیرہ نے بھارت میں آ کر یہاں سے فلسفہ اور ادھیاتمک ودیا کو سیکھ کر ہی یورپ میں جا کر پھیلایا۔"

(۵) پرافیسر فورڈ صاحب۔ اپنی کتاب "زندہ مذاہب" میں لکھتے ہیں۔ کہ آریہ ورت مذاہب کا سرچشمہ بمنزلہ مادر ہے، روئے زمین کو معرفت اور حقانیت دینے والا ہے۔ آریہ جاتی میں سینکڑوں رشی اور ہزاروں زاہد پیدا ہوئے جس زمانہ میں اپنے اخلاق اور قابل تقلید زندگی سے دنیا پر اثر ڈالتے رہے اب کے کئی سنت مہنت یوگی فلاسفر اور روحانی فلاسفر اس زمین کو مقدس بنا رہے ہیں۔ ڈارون سے ہزاروں برس پہلے آریہ لوگ مسئلہ ارتقا سے آشنا تھے سپاٹی تورڈا سے سینکڑوں برس پہلے آریہ لوگ ایشور کی ایکتا کے قائل اور پرچار کرنے والے تھے غرضیکہ کونسی نئی بات ہے یا دقیق مسئلہ ہے جو بھارت میں نئی روشنی اور بیسویں صدی کی تحقیقات سے پہلے

بقیہ: موجود نہ تھا

ضروری التماس

۱۔ جن اصحاب کی معیادِ خریداری "سادھو انک" سے پہلے ختم ہوتی ہے۔ وہ اپنے نئے سال کے چندے بہت جلد اسی ماہ میں ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ یہ بھی ایک طرح کی ہماری مالی امداد ہے۔ اس روپیہ سے ہم سادھو انک کو زیادہ بہتر اور شاندار بنانے میں سمرتھ ہوں گے۔

۲۔ جو اصحاب آئندہ کیلئے خریدار نہ رہنا چاہیں۔ وہ ایک پوسٹ کارڈ کے ذریعہ ہمیں مطلع کر دیں تاکہ اُنکو وی پی نہ کئے جاویں۔ اکثر اوقات بیشمار پریمی اپنے اختتام چندہ کی اطلاع پاکر بھی نہ تو چندہ بھیجتے ہیں اور نہ ہی اپنی رائے سے مطلع فرماتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کو مجبوراً وی پی بھیجا جاتا ہے جس سے ہر سال دفتر کو سینکڑوں روپے کا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے ہم اپنے معزز ناظرین سے پُر زور نویدن کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس خواہ مخواہ کے نقصان سے بچا دیں۔

جن اصحاب کی معیادِ خریداری ماہ نومبر دسمبر میں ختم ہو رہی ہے اُن کو اطلاع دی جا رہی ہے اُن کو چاہیئے کہ چندہ مبلغ ۶/۸/- روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں

دھنیہ باد (مینیجر)

"اوم" کے پیاروں کی لسٹ میں اپنا نام درج کرائیے

"اوم" ایک واحد دھارمک پرچہ ہے جو عرصہ تقریباً پچیس 25 سال سے روحانیت کا پرچار کر رہا ہے۔ اس نے ہر سال نہایت ضخیم پستکیں سالانہ نمبروں کی شکل میں شائع کر کے دھارمک لٹریچر کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اور ہر طرف سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ اب اس کا سالانہ نمبر ۱۹۵۹ء "سادھو اتک" مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۸ء کو شائع کیا جا رہا ہے جس کی لکھائی چھپائی شروع ہو چکی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد ہم جن مالی مشکلات سے گزر رہے ہیں، وہ "اوم" کے پریمیوں کو عیاں ہے۔ چونکہ بابا کے کام بابا سے ہی سرانجام ہو سکتے ہیں اس لئے "سادھو انک" کے خرچ کیلئے ہم بھی ایشور پریمی ہماری حسب ذیل طریقہ سے سہایتا کرے گا ہم اس کا نام "اوم" کے پیاروں کی فہرست میں درج کر کے فخر سمجھیں گے

۱۔ جن اصحاب کا چندہ جنوری یا فروری ۱۹۵۹ء میں ختم ہوتا ہے وہ کرپا کر کے اپنے اگلے سال کا چندہ اسی ماہ کے اندر اندر بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں۔

۲۔ سادھو انک کی اشاعت سے پہلے پہلے ہر ایک بھائی "اوم" کے دو دو نئے خریدار بنا کر ان کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوانے کی کرپا کرے۔

(۳) "اوم" کے لائف ممبر بن کر اپنے پریم کا ثبوت دیں۔ چندہ لائف ممبر شپ صرف -/25 روپیہ مقرر کیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

جس کی وست تس آگے راکھے

یہ مایا پربھو کی دات ہے۔ اس کو ایشور ارپن کرنے سے ہی سکھ اور شانتی ملتی ہے۔ اور کاروبار میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ گورو صاحب گورو نانک جی کے شبد آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اُنپر عمل کرنا منش ماتر کے لئے ضروری ہے۔

جس کی وست تس آگے راکھے پربھ کی آگیا مانے ماتھے
اس سے چوگن کرے نہال۔ نانک صاحب سدا دیال

اگر پرماتما نے آپ کو توفیق دی ہے۔ تو اپنی نیک کمائی سے دھارمک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ یہ مایا ہمیشہ اپنے پاس نہیں رہتی۔ کروڑوں کے مالک ایک گھڑی میں کنگال ہو جاتے ہیں۔ اور ان کو کوئی بھیک بھی نہیں دیتا۔ شہنشاہ شاہجہان کو بڑھاپے کے ایام میں اپنے ہی فرزند ارجمند نے قید کر لیا اور اس کو پانی حاصل کرنے میں منظوری حاصل کرنی پڑتی۔ موجودہ وقت میں بھی راجے مہاراجے اور نواب اپنی حکومتوں سے محروم ہو کر عام سادھارن منشوں کی طرح اپنے جیون کو ونتیت کر رہے ہیں۔ اس لئے ایک پنجابی فقیر کی صدا کو مت بھولئے اور پرماتما کی بخشی ہوئی دولت کو رفاہ عام اور نیک کاموں میں صرف کیجئے۔

ایس مایا دا مان نہ کریئے۔ مایا کاگ بنیرے دا
پل وچ آوے تے چھن وچ جاوے سیر کر تو پھیرے دا

فقیر کا کام صدا دینا ہے۔ عمل کرنا آپ کا کام ہے۔ سوتے ہوئے کو جگانا آسان ہے جاگتے ہوئے کو کون جگاوے گا۔ جو لوگ دھارمک بنتے ہیں لیکن عمل میں صفر ہیں۔ یعنی کسی غریب محتاج کی ضرورت کا احساس نہیں کرتے وہ پرماتما کی نظر میں سب سے بڑے گناہ گار ہیں۔ اور وہ جلد یا بدیر قدرتی سزا کے مستحق ہوں گے۔ لیکن پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئی کھیت اس لئے تن، دھن، دولت اور صحت کے ہوتے ہوئے نیک کاموں کی طرف رجوع کریں۔ (ایڈیٹر)

اطلاع

اوم اور شکتی کے پریمیوں کو یہ سن کر خوشی ہوگی۔ کہ ہم نے رسالہ شکتی ہندی کا سالانہ چندہ ۴/۸ روپے کی بجائے صرف ۳/۸/۰ روپیہ کر دیا ہے۔ تاکہ غریب امیر سب اس سے لابھ اٹھا سکیں۔

اپنے بچوں کے سدھار کے لئے ہندی شکتی جاری کرائیں۔ اس میں دلچسپ اخلاقی کہانیوں کے علاوہ بیشمار دھارمک مضامین بھی درج ہوتے ہیں۔ ہر طرف سے اس کو خراج تحسین حاصل ہو رہا ہے۔

مینیجر رسالہ شکتی اجمیری گیٹ دہلی

سُرورِ ذات

از قلم
شری نوبت رائے جی شوخ

اسیرِ جسم و جاں پایا نہ پابندِ جہاں پایا
وجُودِ ذات کو اجسامِ عالم میں نہاں پایا

خودی جب مٹ گئی خود کو مکینِ لامکاں پایا
تشخص بے تشکل جلوہ آرائے جہاں پایا

ہُوا عرفانِ ذاتِ حُسنِ بیرنگ نظرِ جس کو
مہ و خورشید و انجم کا نہ اُس نے پھر نشاں پایا

رہے ہم امتیازِ این و آں میں منتشر برسوں
دوئی کا جب اُٹھا پردہ نہ کوئی درمیاں پایا

ہٹا پایا بے خودی نے نقشِ حُسنِ ماسوا دل سے
سراپا راز ہو کر خود کو اپنا رازداں پایا

نہ اپنا کوئی ظاہر ہے نہ ہے اپنا کوئی باطن
عیاں پایا نہ اپنے آپ کو ہم نے نہاں پایا

ہے ذوقِ آگہی لذاتِ محسوسات سے باہر
قیامِ ذات سے ہم نے سکونِ جاوداں پایا

دلائل کا نہیں جس میں گذر وہ ذات ہے اپنی
قرارِ واقعی ہم نے بذاتِ بے چناں پایا

سُرورِ ذات کی کچھ محویت طاری ہوئی ایسی
کہ بیداری کو ہم نے غیرتِ خوابِ گراں پایا

گذشتہ سے پیوستہ

ویدانت کی سیڑھی

از
شری
مہاتما
رنجیت رام

شرتی میں لکھا ہے۔ کہ
"میں ایک سے انیک ہو جاؤں" یہ وہم دوئی محض اگیان کے سبب ہے،

متلاشی: - معلوم نہیں ہوتا پھر یہ اگیان کہاں سے آ گیا۔

مہاتما: - بھائی کہاں سے آنا اور کہاں جانا، پھول بھی بیج سے اور کانٹے بھی بیج سے ہی ہیں

کانٹوں کا مخرج کوئی اور نہیں ہے، پھولوں کا کوئی اور نہیں سامان چیتن اگیان کا ورودھی یعنی مخالف نہیں ہے دیکھو یہ لکڑی جو تمہارے سامنے پڑی ہے کیا اس میں آگ نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ لیکن وہ آگ اس کو کیوں نہیں جلا دیتی۔ وجہ یہ ہے کہ سامان آگ لکڑی کے مخالف نہیں ہے بلکہ اس کی سہایک ہے۔ لیکن اگر اسی لکڑی کو گھسا کر وشیش آگ بنائی جائے، تو وہ فوراً اس کو جلا دیگی۔ اس طرح سامان چیتن گیان کا ورودھی نہیں ہے بلکہ جس طرح گیان کا سہایک ہے۔ اسی طرح اگیان کا بھی سہایک ہے،

متلاشی: - بڑا تعجب ہے کہ اگیان کا مخرج بھی وہی ذات ہو۔ جو عین علم ہے،

مہاتما: - تعجب تو کیا، سخت غضب اور کمال ستم ہو جاتا، اندھیر مچ جاتا۔ اگر اگیان کا واقعی کوئی وجود ہوتا لیکن کچھ فکر نہ کرو، اس بے رحم ماسٹر کا حقیقی وجود کوئی نہیں ہے۔ اور چونکہ جگت کا کارن یہی ہے اسی سبب سے بانجھ عورت کے فرزند کی مثل ہے۔ اگر اگیان کا فی الحقیقت کچھ وجود ہوتا۔ تو پھر یہ کسی بھی اُپائے سے دور نہ ہو سکتا، کیونکہ ہست کو کوئی نیست نہیں کر سکتا۔ یہ تو اس عین ذات علم میں ایک کھیل بلاس ہو رہا ہے۔ ایک مثال سنو، کسی عورت کے تکلے میں بیچ یعنی وَل پڑ گیا۔ اس نے اپنی بیٹی کو ایک پیسہ دے کر روانہ کیا۔ اور کہا کہ فلاں لوہار کے پاس جا کر یہ پیسہ اس کو دے کر کہو کہ اس تکلے کا وَل نکال دو، لڑکی لوہار کے پاس پہنچی۔ اور پیسہ اس کے حوالے کیا۔ اور کہا، کہ اس تکلے کا وَل نکال دو، لوہار نے تکلے کو درست کر کے لڑکی کے حوالے کیا۔ لڑکی نے آ کر تکلا ماں کو دے دیا۔ ماں نے کہا۔ یہ تکلا تو میں نے لے لیا ہے۔ لیکن وہ وَل بھی جو نکلوا لائی ہے لا۔ وہ بھی مجھ کو دے دے، بیٹی نے کہا۔ وہ تو لوہار نے مجھ کو نہیں دیا۔ ماں نے کہا کہ فوراً اس لوہار کے پاس جا، اور اس کو میری زبانی کہو کہ بھائی جب تم نے اُجرت وصول کر لی ہے تو پھر وَل ہمارے تکلے کا جو نکالا ہے، ہم کو کیوں نہیں دیتے۔

لڑکی نے لوہار کے پاس پہنچ کر ماں کا پیغام سنایا کہ جب مزدوری تم کو دے دی ہے تو پھر وَل جو ہمارے تکلے سے نکالا ہے۔ وہ تو ہم کو دو۔ اس کو مفت میں اپنے پاس رکھ لینا مناسب نہیں ہے۔ لوہار اس الوکھی فلاسفی سے حیران ہو گیا۔ اور دل میں سوچنے لگا۔ کہ اگر یہ کہوں کہ وَل نکالا ہے۔ تو پھر اس کو دوں، کہاں سے۔ اور اگر یہ کہوں۔ کہ نہیں نکالا۔ تو پھر لڑکی کہے گی۔ کہ پھر تم نے اُجرت کس بات کی لی ہے۔ آخر سوچ کر لڑکی سے مخاطب ہوا۔ اور کہا کہ جا اپنی ماں سے جا کر کہو۔ کہ اور کسی جگہ سے وَل

اگر اس مٹکے میں داخل نہیں ہوا تھا۔ کہ اب اس کو باہر نکالتے اور ختم کر دیتے بلکہ اس کا اصلی وجود کوئی نہیں تھا۔ صرف ظاہری تبدیلی صورت کا نام دل تھا۔ وہ جہاں سے ظاہر ہوا تھا۔ اب وہاں ہی سما گیا ہے،

سو غور کرو۔ تو اگیان کچھ وستو نہیں ہے۔ جس طرح خواب کے عالم میں بیمار ہونے کے لئے سپنے کا ہی ڈاکٹر اور سپنے کی ہی دوائی ہوتی ہے۔ اسی طرح موہوم اگیان کے رفع کرنے کے لئے موہوم گیان کی ہی ضرورت ہے نہ کچھ نیا آتا ہے۔ اور نہ کچھ نکلتا ہے۔ صرف نگاہ میں تبدیلی ہو جاتی ہے،

گھڑے میں جو آکاش ہے۔ اس کو گھٹ آکاش کہتے ہیں۔ اندر باہر جو آکاش محیط ہو رہا ہے۔ اس کو مہا آکاش بولتے ہیں۔ ظاہری نظر والوں کے لئے گھٹ آکاش اور مہا آکاش جدا جدا نظر آتے ہیں۔ اور گھڑے کے ہلانے جلانے سے وہ آکاش ہلتا ہوا بھی نظر آتا ہے۔ لیکن دانا سمجھتے ہیں کہ آکاش حرکت نہیں کر رہا۔ بلکہ سجاتے خود قائم ہے کیونکہ کوئی جگہ آکاش سے خالی نہیں ہے بلکہ وہ سب جگہ پورن اور ویاپک ہے۔ نہ اس میں نقل و حرکت ہے اور نہ ملتا اور جدا ہوتا۔ آکاش گھڑے کے بننے سے پہلے بھی موجود تھا۔ اور گھڑے کی موجودگی میں بھی ہے۔ اور گھڑے کے ٹوٹنے کے بعد بھی بدستور رہے گا۔ صرف گھڑے کے وجود نے درمیانی حالت میں اس کی علیحدگی کا مغالطہ پیدا کر دیا۔

اب قابل غور امر یہ ہے۔ کہ جو وجود آکاش سے آکاش کی علیحدگی کا موجب معلوم ہو رہا ہے، وہ بھی درحقیقت آکاش ہی ہے۔ کوئی اور چیز علیحدگی کے درمیان میں نہیں آئی۔ کیونکہ گھڑا مٹی سے بنا ہے۔ اس لئے مٹی کا روپ ہے۔ مٹی جل سے بنی ہے۔ اس لئے جل کا روپ ہے، جل اگن سے ہے۔ اور اگن پون سے۔ اور پون آکاش سے۔ پس گھڑا آکاش کا روپ بلکہ خود آکاش ہی ہے۔ جس طرح پانی، برف، بھاپ تینوں جداگانہ نام ہیں۔ اور ان کی صورتیں بھی مختلف ہیں، مگر دانا جانتا ہے کہ دراصل ایک پانی ہے۔ اسی طرح باوجود مختلف نام و صورت کے گھڑا آکاش ہی ہے۔ کوئی جدا وجود اس کا نہیں ہے۔ پس اس سے نتیجہ نکلا۔ کہ خود آکاش ہی اپنے درمیان اپنا پردہ ہو رہا ہے،

سو اسی طرح ایک ست، چت، آنند ہی اندر باہر محیط ہے، وہی سورج میں روشنی، چاند میں چاندنی، آگ میں حرارت، ہوا میں اڑنے کی طاقت، آکاش میں پورنتا، حیوانات میں نفس حیوانی، نباتات میں نفس نباتاتی۔ اور وہی تمہارے انتہ کرن میں ساکھی روپ ہو کر جاگرت، سپن، سکھوپت کے نظارے اور تماشے دیکھ رہا ہے تماشے اور نظارے بھی خود ہی بنتا ہے۔ اور دیکھنے والا بھی خود ہی ہے، جداگانہ اجسام کے سبب علیحدگی ایسے ہی نظر آ رہی ہے، جیسے کہ گھڑے کے وجود کے سبب آکاش میں فرضی علیحدگی تصور کی جاتی ہے، (باقی پھر)

حکیم تلسی پرشاد اگروال علی گڑھ کی

اصلی ملیٹھی رجسٹرڈ

بال جیون گھٹی

ذرا سی روزانہ چٹا دینے سے بچے کبھی بیمار نہیں ہوں گے، دانت آسانی سے نکل آویں گے، سب جگہ فروخت ہوتی ہے، لیکن نقلی و جعلی گھٹیوں سے بچیں، قیمت فی شیشی ۵/ درجن عہ/ علاوہ محصول ڈاک، سوداگر نمونہ مفت منگائیں

بالوں کو کالا چمکیلا اور خوبصورت بنانے کے لئے

برہمی تیل

لبو

برہمی تیل

براہمی بوٹی پر پکا کر بنایا گیا ہے

قیمت فی شیشی (عمر) علاوہ محصول ڈاک

مفت لو۔ دنش معزز نام و پتے بھیجنے پر روپیہ کی کتاب مفت

المشتہر:۔ مینیجر بال جیون کاریالیہ، علی گڑھ (یوپی)

مقامِ خاص

از
شری رشی پٹیالوی

مقامِ خاص پر اپنا مقام پیدا کر
رہِ حیات میں جیتے جی نام پیدا کر

تیری نگاہ سے پیدا ہو روشنیِ عمل
تلاشِ حق میں کچھ ایسا مقام پیدا کر

رضائے عشق پہ مٹنے کی آرزو کے لئے
خلوص مندیِ عجز دوام پیدا کر

نثار ہو تیری رفتار پر خرامِ صبا
بہ ہر قدم وہ ادائے خرام پیدا کر

بجھے ہوئے سے دلوں میں جو بجلیاں بھر دے
نفس نفس میں وہ سوزِ تمام پیدا کر

نگار و نقش نکھر آئیں روئے فطرت کے
روش نگاریِ حسنِ تمام پیدا کر

نظر شناسِ رموزِ حیات ہونے تک
ادا شناسیِ ہر خاص و عام پیدا کر

سنے ہیں نیک بہ ہر طور نیکیوں کے صلے
جو آم کاٹنا چاہے تو آم پیدا کر

نہ جانے کونسی نظریں نہال کر جائیں
نظر نظر کے لئے احترام پیدا کر

ثواب نام ہے جامِ مئے محبت کا
مگر شعورِ حلال و حرام پیدا کر

حیات ناچ اٹھے کائنات جھوم اٹھے
رشی وہ رنگِ حدیثِ کلام پیدا کر

"آبِ حیات"

از
پرم ہنس نرمل
جی
مہاراج

"آبِ حیات" پرم ہنس نرمل کی ایک تصنیفِ لطیف ہے جو مواعظ، مضامین اور حکایات پر مشتمل ہے، یہ لاجواب کتاب آل انڈیا ویدانت کانفرنس پر شائع ہوگی۔ جو دیوالی کی تقریب پر ہر سال "ویدانت نکیتن" امرتسر میں منعقد ہوتی ہے۔ "آبِ حیات" کو متحدہ ہندوستان کے نامور شاعر اور بلند پایہ نقاد جناب قیس مرتب کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے قیس صاحب نے اردو، ہندی اور انگریزی میں سوامی جی کی بہت سی کتابوں کو ترتیب دی ہے۔ "آبِ حیات" کی یہ تحریریں سوامی جی کی ابتدائی مشقِ نثر سے متعلق ہیں، آج ہم تین قدیم حکایتیں نذرِ قارئین کرتے ہیں جو حضرت قیس کی وساطت سے موصول ہوئی ہیں۔

(نندہ)

فرضی زنجیر

(۱)

عمر رسیدہ مہاراجہ اگرچہ ترکِ دنیا کی خواہش رکھتا تھا۔ لیکن حکومت اور اولاد کی محبت پاؤں کی زنجیر بن رہی تھی، اور وہ ہر ممکن کوشش کے باوجود مجبور تھا۔

تذبذب کے اسی عالم میں ہفتے گزر گئے تو راج گورو اپنے وعظ اور درس و تدریس کو ناکام پا کر غور و فکر میں غرق ہو گیا۔ آخر اس کے چہرے پر خوشی کی جھلک نمودار ہوئی، معلوم ہوتا تھا۔ اسے کوئی تدبیر سوجھ گئی ہے جس سے وہ مہاراجہ کو دنیاوی محبت کے فرضی جال سے نجات دلانے میں کامیاب ہو جائے گا جو آہنی زنجیروں سے بھی زیادہ سخت بن چکا تھا۔

اگلی شام جب دونوں اس پگ ڈنڈی پر چل رہے تھے جو ایک گھنے جنگل میں داخل ہوتی تھی، مہاراجہ نے پھر وہی سوال کیا جو بارہا پہلے دہرایا جا چکا تھا — "میں دنیاوی محبت کی زنجیروں سے کس طرح رہائی حاصل کر سکتا ہوں جنہوں نے مجھے بے طرح جکڑ رکھا ہے؟ زندگی اکارت ......"

وہ اسی طرح اپنی دانست میں اظہارِ خیال کیے جا رہا تھا۔ لیکن اسے خبر تک نہ تھی کہ اس کا رہنما پیچھے رہ گیا ہے یکایک مہاراجہ نے دائیں طرف دیکھا تو اپنے آپ کو تنہا پا کر زور سے پکارا — "کہاں رہ گئے؟"

گورو نے کہا — "جلدی آئیے۔ جلدی۔"

مہاراجہ نے کچھ راستہ پلٹ کر دیکھا کہ گورو شیشم سے بغل گیر ہے اور چلا رہا ہے — "مجھے درخت نے جکڑ رکھا ہے، نجات دلائیں"۔

مہاراجہ نے کہا — "بے جان درخت بھی انسان کو کہیں جکڑ سکتا ہے؟ آپ خود چمٹے ہوئے ہیں۔"

گورو بولا — "دنیا بھی کسی کو کہیں جکڑ سکتی ہے۔" آپ خود ہی اس سے چمٹے ہوئے ہیں۔"

کہتے ہیں۔ مہاراجہ کا وہم دور ہو گیا اور اس کے بعد وہ دارالحکومت کو واپس نہ آیا بلکہ اس کا قدم گھنے جنگل کی طرف تیزی سے اٹھتا گیا۔

(۲)
"تفاوتِ راہ"

بادشاہ نے فقیر کی تعریف سنی تو دل میں دیدار کا شوق

پہنچایا وہ خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کرکے خاموش کھڑا رہا۔

فقیر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے بوریئے پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ پھر پوچھا "کون ہو؟ کس طرح آنا ہوا؟"

بادشاہ نے جواب دیا "ایک گناہ گار اور خطا کار انسان ہوں جو دن رات سلطنت کے جھمیلوں میں اُلجھا رہتا ہے۔ زیارت کے لئے دربار میں پہنچا ہوں کہ قدمبوسی کا شرف حاصل کروں اور وعظ و پند سے مقصدِ حیات سے ہم آغوش ہو جاؤں؟"

اس اثنا میں دوسرے عقیدت مند بھی پہنچنے لگے اور تھوڑے سے وقفے میں وعظ کا مقررہ وقت ہو گیا۔ فقیر نے گزرے ہوئے کل کی تقریر جو غیض و غضب کے متعلق تھی مختصراً دُہراتے ہوئے کہا "آج اس حلقہ میں ایک نو وارد موجود ہے جسے دُنیاوی کاروبار سے فرصت نہیں، وہ خطا و گناہ میں غرق رہتا ہے اور مقصدِ حیات ....."

ابھی یہ فقرہ مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ بادشاہ آگ بگولا ہو گیا اور جوش میں آکر کہنے لگا — اے گداگر! یہ حوصلہ؟ اپنی تقدیر کے مالک کی شان میں یہ گستاخی؟ کیا تو نہیں سمجھتا کہ تو موت کو دعوت دے رہا ہے؟"

فقیر نے اطمینان آمیز لہجے میں اسی قدر کہا — میں نے صرف وہی الفاظ حاضرین کی موجودگی میں دہرائے ہیں جو تم نے تنہائی میں کہے تھے، مجھے موت کا خوف نہیں، لیکن سزا کا مستحق مجرم ہے خواہ وہ خود مفتی ہی کیوں نہ ہو"

یہ سنتے ہی بادشاہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔

"پتے کی بات"

راجہ پالکی میں سیر کے لئے جا رہا تھا۔ پیچھے پیچھے مہا منتری کی سواری تھی۔

دیوانہ راستے کی گرد میں بیٹھا کنکر اُچھال کر دل بہلا رہا تھا اور کبھی کبھی بلند آواز میں کہتا تھا "دُنیا میری مرضی سے چل رہی ہے"

راجہ کی حیرت کی حد نہ رہی، پالکی کو روکا اور مہا منتری سے مشورہ کرکے رفعِ شک کے لئے دیوانے کے پاس پہنچا، ادب سے دریافت کیا "یہ کیوں کر ہو سکتا ہے"؟

دیوانے نے اُلٹا سوال کیا — "اگر یہ ناممکن ہے تو پھر اور کس کی مرضی سے چل رہی ہے؟"

راجہ نے جواب دیا "بھگوان کی مرضی۔ تمہارے وجود سے پہلے بھی اُسی کی مرضی سے چلتی تھی۔ جب تم جسم کی قید سے آزاد ہو جاؤ گے پھر بھی اُسی کی مرضی سے چلتی رہیگی"

دیوانے نے کہا "ٹھیک۔ میری مرضی بھی وہی ہے جو بھگوان کی۔ میں کوئی الگ مرضی نہیں رکھتا۔ میں نے "خدا کی مرضی" کا نام "اپنی مرضی" رکھ چھوڑا ہے، فرق کیا ہے؟ اب تم ہی خود فیصلہ کرلو کہ میں غلطی پہ ہوں یا راستی پر"

راجہ کی آنکھیں سی کھل گئیں۔

مہا منتری نے زیرلب مسکراتے ہوئے کہا "دیوانے کی بات کیا پتے کی ہے"

(باقی پھر)

چہل درویش

مصنف منشی سورج نارائن مہر صاحب دہلوی مرحوم کی نایاب کتاب جوگیاں، دھیان اور بھگتی یوگ کی چالیس دلچسپ کہانیوں کا مرقع ہے۔ قیمت -/۵ روپے مجلد ۵/۸

نوٹ :- دیگر ہر قسم کی دھارمک کتب منگوانے کے لئے۔

دفتر رسالہ "اوم" دلّی کو لکھیں۔

"اوم" کے پریمیوں کی چٹھیاں

سیوا میں مانیہ ور ایڈیٹر جی۔

سپریم نمستے۔ نویدن ہے کہ مجھے پوجیہ پروفیسر نرمل چندر جی جن کے مضامین گاہے بگاہے آپ کے رسالہ "اوم" میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے سمپرک میں آنے سے جو لابھ ہوا ہے یا جو پربھاؤ میرے من پر ہوا ہے ذاتی تجربہ کی بنا پر وہ آپ کی سیوا میں اس وچار سے مختصراً تحریر کرتا ہوں کہ اگر آپ کرپیہ اسے اپنے رسالہ اوم میں شائع کر سکیں۔ تو کئی ایک ناظرین میری مانند اُن کی تحریروں، وچاروں اور خاص کر ذاتی وارتالاپ سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

(۱) پوجیہ پنڈت جی کے پریم سوبھاؤ کا میں مدت سے دلدادہ تھا۔ کیونکہ بٹوارہ سے پہلے میں چند بار اُن سے اوکاڑہ ملتان و لاہور میں مل چکا تھا۔ یہاں دلی میں ایک متر کی معرفت رسالہ "اوم" میں مجھے پروفیسر جی کے چند مضامین پڑھنے کا موقعہ ملا۔ دل میں ویدانت کی ماہیت جاننے و سمجھنے کی لگن لگی ہوئی تھی۔ اور کئی پرکار کے شکوک دل میں اُٹھتے رہتے تھے۔ تیبر خواہش تھی۔ کہ کوئی اوچیہ آتما مہاتما ملیں۔ جن سے مل کر اپنے شکوک دور کر سکوں۔ پروفیسر جی کے مضامین پڑھنے پر یہ خواہش ہوئی کہ آپ کے دفتر سے پوجیہ پروفیسر جی کا پتہ دریافت کروں۔ اگر آپ دلی رہائش رکھتے ہوں تو گو اپنی صحت و بینائی کی کمزوری کے کارن میں زیادہ چلنے پھرنے کے ناقابل ہوں۔ تاہم اس تیبر اچھا کی پورتی اوشیہ کروں۔ دفتر سے پتہ نکالنے پر معلوم ہوا۔ کہ پروفیسر جی موصوف ہوشیارپور رہائش رکھتے ہیں۔ مجھے بہت مایوسی ہوئی۔ لیکن خوش قسمتی سے آپ کے منیجر صاحب نے مہربانی کر کے میرا پتہ لکھ کر میری اس دریافت کی خبر پوجیہ پروفیسر صاحب کو ہوشیارپور کر دی۔ چند دن کے بعد پوجیہ پروفیسر جی کا ذاتی پتر مجھے موصول ہوا۔ پریم پورن الفاظ میں مجھ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے بھولے ہرگز نہیں۔ سنائیے! کیسے یاد کیا ہے۔ میری حیرانی و خوشی کی حد نہ رہی۔ میں نے اپنی کیفیت لکھی۔ جس پر انہوں نے لکھا کہ یہ باتیں مل کر تسلی بخش طور پر سمجھی جا سکتی ہیں۔ خط و کتابت سے مشکل ہے الغرض ۱۸ اکتوبر ۵۸ء کو دلی پہنچتے ہی آپ نے پہلے پہل مجھے یاد فرمایا۔ میں اُن سے قریباً روزانہ ملتا رہتا ہوں اور اُن سے مل کر اپنے شکوک دور کرتا رہتا ہوں اور جو مسائل دریافت طلب ہیں اُن کے متعلق اپنی معلومات دریافت کرتا رہتا ہوں۔ اُنکی وِدوتا۔ اُنکی کھوج اُن کا مطالعہ و اُن کے انوبھو کا اُن کے مضامین تحریروں و پستکوں کے پڑھنے سے ناظرین رسالہ اوم و دیگر سجنوں کو پتہ لگ ہی چکا ہوگا لیکن ذاتی ملاپ سے۔ اُن کے ذاتی جیون سے و وارتالاپ سے جو مقناطیسی پربھاؤ ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ حقیقت میں مکت آتما ہیں۔ اُن کا جیون نہایت سرل اور اوچیہ ہے پریم کی تو آپ ساکشات مورتی ہیں۔ اگر لگن ہے تو رات دن سنسار کی بھلائی یا بھولے بھٹکوں بھائیوں کی رہنمائی میں لگے رہنا۔ آپ کا ایک مختصر سا ہندی لیکچر اجمل خاں باغ میں ہوا جس سے حاضرین نے بہت حظ اٹھایا۔ جو سجن اُن سے مل کر وارتالاپ دوارہ لابھ اٹھانا چاہیں۔ آپ نہایت پرسنتا و پریم سے اپنا قیمتی وقت اس کارج کے لئے دینے کو تیار رہتے ہیں بشرطیکہ لینے والے کو سچی پیاس ہو۔ اُن کا مستقل پتہ یہ ہے۔ پروفیسر نرمل چندر جی دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی۔

آپ کا پریمی

رادھا کرشن راجپال ہیڈ کلرک ۱۸/۱۵ ویسٹ راجندر نگر نیو دلی

جب سارا بھومنڈل راون کے اتیاچاروں سے کانپ اٹھا

(از شری ہر بھگوان مہتہ)

ترتیا یگ کے زمانے سے پہلے دُنیا کے مشہور ستھان لنکا پر جو کہ بھارت کی دکھشن دشا میں واقع ہے" مہاراجہ راون نامی راجہ راج کرتا تھا اس زمانہ میں سائنس اپنے عروج پر تھی، جہاں پر چھوٹے بڑے دیش نے سائنس میں کافی حد تک ترقی کی ہوئی تھی۔ وہاں لنکا کے سائنس دان سائنس کی طاقت سے بڑے بڑے خطرناک استر شستر بنانے میں دُنیا سے کہیں آگے تھے، ایسے استر شستر جنہیں آج کل کے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بموں سے کہیں زیادہ خطرناک کہا جا سکتا ہے، وہ سائنسدان بڑے بڑے ہتھیار بنانے میں بھی ماہر تھے، ان کو اتنا تجربہ ہو گیا تھا کہ مایا وی کھیل رچنا میں ماہر بن گئے تھے، غرضیکہ وہ لوگ ہر لحاظ سے دُنیا سے آگے نکل گئے تھے، مہاراجہ راون نے بھگوان شنکر کی آپاسنا کر کے ان سے امرتا کا وردان پالیا تھا۔ اب وہ اپنے آپ کو زندہ دیکھ کر اپنی طاقت کو بہت بڑا سمجھ کر غرور کرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے کو پرماتما سمجھنے لگا۔ راون کے منتریوں نے اپنی سرکار کی طاقت کا پرچے دیتے ہوئے انہیں ملک گیری کی مہم شروع کرنے کا مشورہ دیا۔ مہاراجہ راون نے اس مشورہ کو اپنے جیون کا ایک اہم کام سمجھ کر اسے شروع کرنے کا نشچہ کر لیا۔ اب وہ سوچنے لگا۔ کہ جب میں دُنیا پر وجے پاؤں گا۔ تو میں عالمگیر کہلاؤں گا، سرشٹی کا وِجئی کہلاؤں گا۔ ساری دُنیا کا شہنشاہ بن کر شاسن کروں گا۔ تب ساری دُنیا میرے اشارے پر ناچے گی، میری پوجا کرے گی۔ کائنات کا ذرہ ذرہ مجھ سے کانپے گا۔ اس گھمنڈ میں آکر راون اپنے اشٹ دیو شنکر کو بھی بھول گیا جنہوں نے اتنی بڑی شکتی کا وردان دیا۔ اس نے اپنی بدھی پر تالا لگا دیا۔ گیان سے اگیانی بن گیا۔ شکتی کے نشے نے اسے اندھا کر دیا اور اس شکتی کا ناجائز استعمال کرنے کے لئے ملک گیری کی ہوس میں مدہوش ہو کر ان کمزور ملکوں پر حملہ کر دیا۔ جو ہتھیار سے اس کے زبردست مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ انہوں نے راون کے آدھین رہنا سویکار کر لیا۔ راون نے ان ملکوں کے راجاؤں کو لنکا لے جا کر ان چوراہوں کے بیچ میں بنے ہوئے قید خانوں میں بند کر دیا۔ جن قید خانوں کی چھتوں پر راون کی وشال پتھر کی مورتی رکھی ہوئی تھی۔ دُنیا کے تمام کمزور ملکوں کو قبضہ میں کر کے وہاں اپنے فوجی اڈے بنا لئے۔ راون کی سرکار نے دُنیا کو غلام بنانے کے مقصد سے اپنی فوجی طاقت کو اور بھی مضبوط بنا لیا۔ لنکا سرکار کی اس خطرناک سکیم کو دیکھ کر دُنیا میں ہاہاکار مچ گئی۔ اس سکیم سے دُنیا کا امن خطرے میں پڑ گیا۔ اس سے ایک بھیانک نظارہ تھا۔ جگہ جگہ موت کا کڑا پہرہ لگا ہوا تھا۔ اور مہاراجہ راون بے گناہوں کی لاشوں پر اپنے خوابوں کے محلوں کی بنیاد کھڑی کر رہا تھا۔ اس نے اپنی سکیم کو کامیاب دیکھ کر اپنے دشمن دیوتاؤں سے بدلہ لینے کی ٹھان لی۔ اس پر اپنی شکتی کا نشہ اتنا چڑھ گیا کہ وہ اپنے سے زیادہ طاقتور ملکوں کو گاجر مولی سمجھنے لگا۔ کچھ عرصہ کی تیاری کے بعد اپنے دشمن پر فتح پانے کے لئے ان پر حملہ کر دیا۔ امرلوک، ناگ لوک، یم لوک آدی لوکوں پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کے کئی سندر استھان ہمیشہ کے لئے نشٹ بھرشٹ کر دیئے "جنہیں دوبارہ بنانے کے لئے اربوں روپیہ کی سمپتی کی ضرورت تھی" سبھی کمزور ملکوں نے اپنی تباہی کو نزدیک دیکھ کر شکست مان لی، راون کی سرکاری پالیسی دُنیا کو ہڑپ کر جانا چاہتی تھی۔ اور یہی مقصد

دُنیا میں اودھم مچا رکھا تھا۔ راجہ کے غنڈوں نے چاروں طرف لوٹ مار کے بازار گرم کر رکھے تھے۔ انسانوں کا خون کر کے اپنے ہاتھ رنگ رہے تھے، مانو جیسے خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی۔ اور رِشیوں، مہرشیوں کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا تھا۔ راون کے اس ظلم سے ساری کائنات ہل اٹھی۔ دُنیا قیامت کی طرف بڑھنے لگی۔ چونکہ راون کی زد میں آ چکے تھے ان کے علاوہ جو لنکا سرکار کے پنجوں سے مُکت تھے، سبھی گھبرا گئے دُنیا میں ایک پرکار کی اشانتی پھیل گئی۔ دیوتا، رِشی، مہرشی سبھی اس ظلم سے بیزار ہو گئے۔ اُنہوں نے بھگوان سے پکار کی بھگوان نے پکار سنی اور راون کے اس ظلم کو کچلنے کے لئے اور پھر سے سنسار میں شانتی ستھاپت کرنے کے لئے بھارت میں ایودھیا پتی مہاراجہ دسرتھ کے ہاں بھگوان رام نے جنم لیا۔ بھارت اس وقت راون کے ہتھکنڈوں سے آزاد تھا۔ سمے آنے پر مہاراجہ دسرتھ کے وعدہ مہارانی کیکئی کو دیئے گئے دو بچنوں کے انوسار بھگوان رام دیش نکالے کی صورت میں کیکئی کی آگیا سے دیوتاؤں کے پروگرام کے انوسار چودہ سال کے لئے ان پتریت جنتا کے ہاں بھارت کے دکشنی پرانت کے اس حصہ میں پہنچے۔ جہاں راون کی فوجوں نے بھارت کو ہڑپ کرنے کے لئے اپنا اڈہ جما رکھا تھا۔ بھارت کے اس دکشنی پرانت کے تھوڑے سے حصہ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ جہاں راون کے بھائی کھر و دوشن شاسک تھے۔ بھگوان رام کے ساتھ ان کی دھرم پتنی سیتا جی و ان کے بھائی شری لکشمن بھی تھے۔ تینوں نے بن باسیوں کے بھیس میں ان جنگلوں کا دورہ کیا۔ جہاں بھیل، کرات، و بانر گروہ آدی جاتیاں آباد تھیں۔ یہ لوگ بڑے جنگجو اور بہادر تھے بھگوان رام نے انہیں یہ سندیش دیتے ہوئے بتایا کہ ہمیں ہمت نہ ہارنی چاہئے ہمیں راون کے امپیریلزم کو کچلنا ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں تیار ہو جانا چاہئے۔ ماننا کی رکھشا کرنا بھارتیوں کا پہلا کرتویہ ہے۔ بھگوان رام کے اس اُپدیش سے اس پرانت کی جنتا میں ایک نوجیون امڈ آیا۔ وہ لوگ اپنی شان و آن کو بچانے کے لئے مر مٹنے کو تیار ہو گئے۔ اس سے ایک سنہری انقلاب سا آ گیا۔ مہاراجہ راون کے بھائی کھر و دوشن جو کہ علاقہ کے گورنر تھے ان حالات سے گھبرائے۔ انہوں نے اس معاملہ کی رپورٹ مہاراجہ راون کو لنکا میں بھیجی۔ مہاراجہ راون نے کھر و دوشن کی اس رپورٹ پر غور کرنے کے لئے اپنے منتریوں کا ایک اجلاس بلایا۔ حالات پر قابو پانے کے لیے منتری منڈل نے یہ تجویز پاس کی کہ کسی حسین ترین راکشش کنیا کو بھگوان رام کے ہاں بھیجا جائے، وہ ان سے شادی کا مطالبہ کرے۔ ایسا ہو جانے پر جب ان کو اس پر وشواس ہو جائے تو وہ انہیں زہر دے کر ہلاک کر دے۔ مہاراجہ راون نے اس تجویز کو بہت پسند کیا۔ لیکن اس مقصد کے لئے جہاں ایک حسین ترین راکشش کنیا کی ضرورت تھی وہاں اس نازنین کا انتہائی قابلِ اعتبار ہونا ضروری تھا اس سیاسی سازش میں تبھی کامیابی ہو سکتی تھی۔ آخر بڑے غور و فکر کے بعد مہاراجہ راون کے دماغ میں اپنی بہن سروپ نکھا کا خیال آیا۔ مہاراجہ راون کے حکم سے سروپ نکھا کو لانے کے لئے ایک آدمی بھیجا گیا۔ اجلاس جاری رہا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں راجکماری سروپ نکھا منتری منڈل کے اجلاس میں شامل ہو گئی۔ مہاراجہ راون نے نیتی اور دیش بھگتی کے نام پر سروپ نکھا کو اس سازش کے لئے تیار کر لیا۔ چنانچہ سروپ نکھا اس مقصد کے لئے اپنے کھر و دوشن وغیرہ کے پرانت کو روانہ ہو گئی۔ کھر و دوشن نے بھی اپنے بھائی راون کی اس تجویز کا گرم جوشی سے سواگت کیا۔ آریہ ورت کی جنتا کے اس سدھانت پر بھروسہ رکھتے ہوئے سروپ نکھا کو بالکل اکیلی ہی رام و لکشمن کے پاس بھیجا کہ "آریہ ورت کے مرد کسی عورت پر ہاتھ اٹھانا پاپ سمجھتے ہیں۔ چاہے وہ عورت کتنی ہی زیادتی کیوں نہ کرے۔" سروپ نکھا کو اپنے حسن پر بڑا ناز تھا۔ وہ پروگرام کے مطابق پنچ وٹی میں پہنچ گئی۔ جہاں بھگوان رام رہتے تھے وہاں جا کر بھگوان رام و لکشمن کے سامنے بڑے ناز و نخرے سے اٹھکھیلیاں کرنے لگی۔ سروپ نکھا کو اپنے غرور کے کارن یہ وشواس تھا کہ بھگوان رام و لکشمن اس کو دیکھتے ہی لٹو ہو جائیں گے۔ لیکن جب دونوں پر سروپ نکھا کی ان اٹھکھیلیوں کا کچھ

اثر نہ ہوا۔ تو وہ مجبوراً بھگوان رام لکشمن کے پاس اپنی شادی کا مطالبہ لے کر گئی۔ اُنہوں نے سروپ نکھا کی شادی کے مطالبہ کو مذاق کے طریقہ سے ٹھکرا دیا۔ سروپ نکھا نے انتقامی طور پر سیتا جی پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ اِس گستاخی کی سزا سروپ نکھا کو شری لکشمن جی نے یہ دی۔ کہ اس کے ناک و کان پر خفیف سے زخم لگا دیئے۔ جس کے بعد سروپ نکھا وہاں سے بھاگ گئی۔ اور اپنے بھائیوں کھر و دوکھن کے پاس پہنچی۔ کھر و دوکھن نے اس معاملہ کی مکمل رپورٹ مہاراجہ راون کو لنکا بھیج دی۔ مہاراجہ راون نے انہیں فوجی حملہ کرنے کا حکم دیا جس پر کھر و دوکھن معہ چودہ ہزار سینکوں کے پنچ وٹی پر حملہ آور ہوئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بھگوان رام و لکشمن و سیتا جی نے بڑی دلیری اور بہادری سے ان راکھشسوں کا مقابلہ کیا۔ بھگوان رام نے ایسے قیامت خیز گپت استر استعمال کئے۔ جس سے کھر و دوکھن معہ چودہ ہزار سینکوں کے میدان میں مارے گئے۔ تب بھارت کا یہ دکھنی حصہ راکشسوں کے پنجوں سے آزاد ہو گیا۔ سروپ نکھا وہاں سے جان بچا کر کچھ سپاہیوں کے ہمراہ لنکا پہنچی۔ دربار میں پیش ہو کر سب حالات بتائے۔ اس موقعہ پر فوری کارروائی کے لئے منتری منڈل کا ایک خاص اجلاس بلایا گیا۔ شری ببھیکشن جی کو اس اجلاس میں نہیں بلایا گیا تھا۔ کیونکہ وہ راون کی اس پالیسی کے سخت ہی برخلاف تھے اور بھارت کو ہڑپ کرنے کے لئے ہر ہونے والے اجلاس میں سکیموں کی مخالفت کرتے تھے اس بار جب کہ اِن کو سماج میں شامل نہ کیا گیا۔ تو انھوں نے حکومت کو ایک وارننگ دی۔ کہ اگر راکشش قوم اسی طرح اپنے ظلم پر کمربستہ رہی۔ تو اس کا یہ ظلم ہی اسے صفحہ ہستی سے مٹا دے گا۔ ببھیکشن جی نے راون کو بھائی ہونے کے ناطے سے بھی بہت کچھ سمجھایا۔ مگر اس نے اِس کی پرواہ تک نہ کی۔ منتری منڈل بھون میں اجلاس کے پہلے دن یہ پرستاؤ رکھا گیا کہ دشمنوں کو کیسے ختم کیا جائے۔ سبھی یہ جانتے تھے کہ جن ہتھیاروں کے ذریعہ اکیلے رام نے ہزاروں سینکوں کا مقابلہ کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اِس سے بھی زیادہ خطرناک ہتھیار ان کے پاس ہوں۔ دوسرے بھارت کی سنگھٹت شکتی اِن کی پشت پر ہے۔ ایسی صورت میں اُن سے کھلے میدان میں لڑائی لڑنا اپنی تباہی کو دعوت دینا ہے۔ نیتی کا یہ تقاضہ ہے کہ ایسی کوشش کی جائے جس سے کھلے میدان میں لڑائی لڑے بغیر دشمنوں کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے۔ دوسرے دن کافی دماغ پچی کے بعد انہوں نے یہ نشچے کیا۔ کہ اس وقت جتنی رپورٹیں ہمارے پاس بھگوان رام و لکشمن جی کی سیتا جی کے متعلق پہنچی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن تینوں کے باہمی محبت کے ایسے تعلق ہیں۔ کہ ایک دوسرے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اگر اِن تینوں میں ایک کو گم کر دیا جائے۔ تو باقی دونوں اس کی جدائی میں خودکشی کر لیں گے۔ یا تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے اِن کے باہمی تعلق مچھلی اور پانی کے سے ہیں۔ راون کو یہ تجویز بہت پسند آئی تیسرے دن اب اِن کے زیر غور یہ بات تھی کہ ان میں کس کس کو کس طرح اغوا کیا جائے اس سلسلہ میں کافی بحث کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ گپت رُوپ سے سیتا جی کو اغوا کیا جائے۔ کیونکہ مردوں کی نسبت عورتوں کو اغوا کرنا نہایت آسان ہوتا ہے مہاراجہ راون نے اس راز کو پردہ راز میں رکھنے کی تاکید کر دی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی نشچے کیا گیا۔ کہ اسی کام میں مارِیچ راکشس کی مدد نہایت کارآمد ثابت ہوگی یہ سب کچھ طے کر کے منتری منڈل کا اجلاس تیسرے دن پر سماپت ہوا۔ اِس کے بعد مہاراجہ راون گپت رُوپ سے بظاہر کوئی بہانہ بنا کر لنکا سے مارِیچ کے پاس چلا گیا۔ اور اُسے ڈرا دھمکا کر سیتا جی کو اغوا کرنے کی سازش میں شامل کر لیا۔ مارِیچ نے پنج وٹی کے جنگل میں سنہری مرگ بن کر سیتا جی کو دھوکا دیا تھا۔ سیتا جی نے اِس سنہری مرگ کو پکڑنے کے لئے اصرار کیا۔ بھگوان رام شکار کو گئے بھگوان رام کا تیر لگتے ہی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ماریچ نے بھگوان رام کے لہجہ میں لکشمن کو پکارا۔ سیتا جی نے لکشمن جی کو مجبور کر کے بھگوان رام جی کی سہایتا کے لئے بھیجا۔ لکشمن کے جاتے ہوئے بھگوتی سیتا کو اگنی دائرہ میں محفوظ کر دیا گیا۔ اور خود بھگوان رام کی تلاش میں چلا گیا۔ بھگوتی سیتا کو اکیلے پاکر راون سادھوؤں کے لباس میں وہاں چلا گیا۔ اور اسے اپنی چکنی چپڑی باتوں میں لے کر اگنی منتر دائرہ سے باہر بلا لیا۔ راون سیتا جی کو اغوا کر کے ہوائی جہاز کے ذریعہ لنکا روانہ ہو گیا وہاں پہنچ کر سیتا جی کو اپنے خاص اشوک باٹکا میں نظر بند کر دیا۔ اور وہاں اپنی وشواش پاتر ترجٹا کی زیر کمان زنانہ پولیس کا کڑا پہرہ لگا دیا۔ بھگوان رام سیتا ہرن کی سازش کو پہلے ہی جانتے تھے لیکن وہ بھارت کی جنتا کو راون کے ظلم کے برخلاف ایسی جنگی تیاریوں کا مزید وقت دینا چاہتے تھے۔ جن مکمل تیاریوں کے بعد جنتا کو یہ بھروسہ ہو جائے کہ اب ہمارا سنگٹھن اور جنگی طاقت اس قدر زبردست ہے کہ راون کے امپریلزم کو کچل سکتی ہے۔

بھگوان رام کو راون سے براہ راست عملی لڑائی میں کودنے کے لئے بھارت کی جنتا کے اندر خاص احساس پیدا کرنے کے آدیش سے مزید وقت چاہئے تھا۔ ادھر کھر دوشن وغیرہ کی لڑائی سے محاذِ جنگ عملی صورت میں گرم ہو چکا تھا۔ اس صورت میں لڑائی کو التوا میں ڈالنا کسی زبردست نیتی کے ذریعے ہی ممکن ہو سکتا تھا۔ اور ایسی نیتی بھگوان رام کو راون کی چالبازیوں نے خود مہیا کر دی۔ یعنی جب راون اور اُس کا منتری منڈل سروپ نکھا کی شادی وغیرہ کے ڈھونگ سے ناکام ہو گیا۔ تو انہوں نے بھگوان رام و لکشمن اور سیتا جی کو ہلاک کرنے کی یہ ترکیب نکالی۔ کہ ان تینوں کو ویوگ دُکھ سے مار دیا جائے۔ بھگوان رام کو اس طے شدہ چال بازی کی خبر مل چکی تھی۔ بدیں وجہ بھگوان رام نے اُن کے خیال کے مطابق بن بن میں جا کر سیتا جی کی جدائی میں آنسو بہا کر اور ویوگ دُکھ کے ناٹک سے انہیں تاریکی میں مبتلا رکھنے کی کوشش کی کہ بھگوان رام سیتا ویوگ سے سچ مچ اتنے دکھی ہیں۔ کہ وہ اپنا دماغی توازن بھی کھو بیٹھے ہیں۔ ویوگ میں آنسو بہا رہے ہیں۔ بھگوان رام کا مقصد اس ناٹک سے یہ تھا کہ راون کو اپنے گپت چروں کے ذریعہ ان کے اس انتہائی دکھ کی اطلاع پا کر کچھ وقت کے لئے ان کے مرنے کا انتظار کرتا رہے۔ جس کے نتیجہ کے طور پر جنگ ملتوی رہے گی۔ اور ادھر اسی بہانہ جنگ کی مکمل تیاری ہو جائے گی۔ بھگوان رام راون کو الو بنانے کے لئے محض ناٹک روپ سے سیتا ویوگ میں انتہائی دکھیا دیوانگی کا کھیل سا کھیل رہے تھے۔

راون اور اس کا منتری منڈل بھگوان رام کی نیتی کا شکار ہو گئے تھے۔ انہیں یقین ہو گیا۔ کہ بھگوان رام سیتا ویوگ میں سچ مچ دیوانے ہو گئے ہیں۔ نیز تھوڑے ہی عرصہ میں رام سیتا کی جدائی میں مر جائیں گے۔ اور ان کی موت کے صدمہ سے لکشمن بھی جیتا نہ رہ سکے گا۔ بدیں وجہ راون دشمن سے بالکل لاپرواہ ہو گیا۔ بھگوان رام نیتی کا جو یہ ڈرامہ کھیل رہے تھے یعنی وہ کل ملک کو سیتا جی کی تلاش کے بہانہ سے جنگ کے لئے تیار کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لئے بھارت کے دکشن پرانت کے مہاراجہ سگریو سے ملے۔ مہاراجہ سگریو نے ان کا سواگت کیا۔ بھگوان رام کی اس آگیا کا پالن کرنے کے لئے کہ راون کے امپریلزم کو کچلنا ہے۔ اُس نے اپنے فوج لشکر اکٹھے کر لئے اور سیتا جی کی تلاش کے بہانہ سے بھارت کے سبھی پرانتوں کو راون کے ساتھ جنگ لڑنے کے لئے ساودھان کر دیا۔ لنکا پر چڑھائی کرنے کے لئے دیش کے سبھی پرانتوں سے آنے والے لاکھوں سینک رامیشور کے میدان میں اکٹھے ہو گئے۔ میدان میں لاکھوں سینکوں کے سامنے بھگوان رام نے اپنا سندیش دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں دھرم کی رکھشا کرنے کے لئے وشو کے

کلیان کے لئے وشو کو ظالم پنجوں سے مکت کرانے کے لئے ہمیں یدھ میں اپنی جان کی بازی لگا دینی ہے۔ اس یدھ کی جیت بھارت کی جیت ہوگی۔ بھارت کے بہادروں کے ہاتھوں وشو آزاد ہوگا۔ جب وشو میں شانتی کا ڈنکا بجے گا۔ تب بھارت کی جے بلائی جائے گی۔ بھارت کا نام ہمیشہ امر رہے گا۔

بھگوان رام کا یہ امر سندیش سن کر سگریو راجہ کے مشہور نل و نیل انجینیروں دوارہ تیار کئے گئے ہندوستان اور لنکا کے ۰۰ میل لمبے پل پر سے سبھی فوجیں پار کر کے لنکا پر چڑھائی کر دی۔ بڑے گھمسان کا یدھ ہوا۔ بھگوان رام کی فوج کے ہنومان جی و جاموونت آدی جرنیلوں نے بڑی بہادری سے ان راکشسوں کا مقابلہ کیا۔ لڑائی میں

لاکھوں کی تعداد میں دونوں طرف کے سینک مارے گئے لنکا کے میدانِ جنگ میں کئی دنوں کے یدھ کے بعد بیجری میں سونے والا کمبھکرن۔ ظالم ڈکٹیٹر راون رام کے ہاتھوں مارا گیا۔ اور راون کے وہ سبھی بہادر جن پر راون کو ناز تھا اس یدھ میں کام آئے۔

راون کے مرنے کی خبر وشو بھر میں پھیل گئی۔ وشو کی جنتا نے بھگوان رام کی جے کے فلک شگاف نعرے لگائے۔ جو راجے لنکا کے قید خانوں میں بند تھے انہیں مکت کیا گیا۔ راون کے مرنے کے بعد وشو میں شانتی کی لہر دوڑ گئی۔ بھگوان رام لکشمن اور سیتا جی کو لے کر پشپک وِمان پر سوار ہو کر ایودھیا کی طرف روانہ ہو گئے۔

(ادیوم اسنئو)

ہو گئی بیگانگی سب دل سے دور بزمِ عرفاں سے ملا جامِ سرور

رسالہ "اوم" دلی کا سالنامہ ۱۹۵۹ء

۲۲ دسمبر ۱۹۵۸ء کو اپنی گذشتہ روایات کو برقرار رکھتا ہوا بڑی آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے

"سادھو انک"

بلند پایہ روحانی مضامین، دھارمک ڈراموں، اصلاحی افسانوں اور وجد آفریں نظموں کے اس شاندار مجموعہ کو ملک کے چوٹی کے ادبا اور شعرا صاحبان مرتب کر رہے ہیں "سادھو انک" سو ادھیائے کیلئے بہترین دھارمک تحفہ ہوگا۔ جس میں پرلوک تک لانے والی مہاپرشوں کی سوانح حیات کا یہ مجموعہ ہر جگیا سو کو منگوانا چاہیے۔ یہ ہمارے تمام گذشتہ سالانہ نمبروں سے بازی لے جائے گا۔ آج ہی اس عظیم الشان دھارمک تحفہ کو حاصل کرنے کا انتظام کیجئے۔ اوم کے مستقل خریداروں کو یہ شاندار روحانی پستک مفت ملیگی ہی۔ مگر وہ اصحاب جو آج تک "اوم" کے خریدار نہیں بنے ان کے لئے لازم ہے کہ وہ سالانہ چندہ مبلغ ۸/۴ روپیہ ارسال کر کے اوم کے مستقل خریدار بن کر اس بے نظیر تحفہ کو مفت حاصل کرنے کا انتظام کریں۔

اشتہار دہندگان کے لئے نادر موقع ہے۔ اشتہار جلد بھیج کر جگہ ریزرو کرالیں۔

(مینیجر)

کیوٹ

از شری نوبت رائے جی شوخ

ناؤ مانگی رام نے کیوٹ مگر لاتا نہیں
جب تلک بھگوان کے چرنوں کو دھو پاتا نہیں

آہ اک ایسی رسائن ہے چرن رج رام کی
جس سے پتھر کی شلا بھی استری ہے بن گئی

ناؤ میری کاٹھ کی ہے نرم جو پتھر سے ہے
کس طرح لاؤں مرے دل میں جھجک اس ڈر سے ہے

دھول چرنوں کی یہ چھو کر استری بن جائیگی
اڑ گئی آکاش پر تو ہاتھ کیسے آئے گی

ناؤ ہی جاتی رہی تو آہ میں لٹ جاؤں گا
بال بچے کس طرح پالوں گا خود کیا کھاؤں گا

اور کوئی کام دھندا بھی مجھے آتا نہیں!
میں چرن دھولوں نہ جب تک ناؤ لے آتا نہیں

مسکرا کر رام بولے پاؤں دھولو آؤ تم
جلد گنگا پار اے کیوٹ ہمیں پہنچاؤ تم

بن کے کرپا پاتر اب کرتا تھا وہ ہونے لگا
لا کے گنگا جل کٹھوتی میں چرن دھونے لگا

دھو رہا ہے آہ کیوٹ پاؤں دُربھ رام کے
دیکھتے ہیں یہ نظارا دیوتا دل تھام کے

نرمت چرنامرت سے ہے آپ بھی پریوار بھی
پھول بھی آکاش سے برسے ہوئی جیکار بھی

رام لچھمن، جانکی سب کو بٹھا کر ناؤ میں
ناؤ اب کھینے لگا وہ من لگا کر ناؤ میں

لے گیا کھیتا ہوا جب ناؤ گنگا پار وہ
رام کو کرنے لگا پرنام بار مبار وہ

رام کے چرنوں کو پکڑے سکھ ہو کیوٹ پا رہا
دی نہ کچھ اترائی، دل ہے رام کا شکر رہا

جاننے والی ہیں اس کے من کی کیسی جانکی
کر رہی ہیں پیش ہیرے کی انگوٹھی جانکی

اُس کے لینے سے مگر ملاح کو انکار ہے
کہہ رہا ہے ناتھ کا مجھ پر بڑا اُپکار ہے

آج سب کچھ پا لیا ہے میں نے کیا پایا نہیں
ہے کوئی ایسا پدارتھ ہاتھ جو آیا نہیں

میں ہوں جیون مکت من میں شانتی آنند ہے
میرے جیون میں بھرا آنند ہی آنند ہے

میں ہوں کیوٹ، آپ بھی تو جیون تارن ہار ہیں
آہ پھر اترائی کیسی دے رہے سرکار ہیں

اگر آپ ہمیشہ تندرست رہنا چاہتے ہیں۔ تو

رہبر صحت حاصل کریں

مصنفہ خاندانی حکیم لالہ نند لال صاحب پوری حکیم حاذق

اس میں صحت اور تندرستی کو قائم رکھنے کے لئے ایسے ایسے قیمتی راز درج ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے کھوئی ہوئی صحت دوبارہ حاصل ہوتی ہے۔ اور لطف یہ کہ کچھ خرچ نہیں آتا۔ صرف ہوا پانی، خوراک اور ورزش اور برہمچریہ کو صحیح طریقہ کے مطابق استعمال کرنے سے سو سال تک باصحت زندہ رہ سکتے ہیں۔ نیز دنیا بھر کے بڑے بڑے آدمیوں کی تندرستی اور درازی عمر کے راز بھی اس میں درج کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ۔ لیکن اس ماہ کے لئے صرف سوا روپیہ۔ ڈاک خرچ الگ۔ ملنے کا پتہ :۔ دفتر رسالہ "اوم" اندرون اجمیری گیٹ دہلی

دیباچہ یوگ سوتر

از ہندی انوباد بنگالی بابا

از قلم
دیوان سنگھ چند دھیر
بار ایٹ لا

سانکھیہ اور یوگ درشنوں کے بعد برہم سوتر کا درجہ آتا ہے۔ برہم سوتر اس کرماتیت "شدھ تتو وستو" کا نروپن کرتا ہے جس کو الٹی شکل میں ذہن نشین کرنے سے انیتیا وستھان ہے) دنیا میں موذی (درشیہ پرپنچ) شکل میں ظہور میں آئی۔ اسی لئے برہم سوتر کا ثابت کردہ مضمون شکتے برہم Spirit of Meditation ہے۔ جس کا تعلق پرمارتھ سے ہے۔ اور بدھی کے دائرے سے اتیت ہے۔ اس کے سدھانت کو وِدرت واد کہتے ہیں۔ برہم سوتر یہ دکھاتا ہے کہ لطیف سے لطیف ترین ایک پرمانو (ایک جیو) دروبیہ کا انتم سروپ "Ultimate form of matter" ہی مہہ تتم" وستو یعنی ادیادھی رہت ادیہ پر برہم روپ آتا ہے جس کو کٹھ اپنشد ۲۰/۲/۱ شتر میں

प्रणो रणीयान महतो महियान

سوچت کیا گیا ہے۔ اور برہم سوتر اس سدھانت پر پہنچتا ہے کہ سرشٹی اس ادیہ آتما میں انروچنی روپ سے کلپت ہے یعنی ناقابل تشریح طرز سے اس ادیہ آتما میں منصور یعنی قیاسی ہے۔ ماہیں پرتکھش انوبھو Direct Experience کا نام ہی برہم نروان ہے۔

مختصر طور سے دہرایا جاتا ہے کہ دیہہ آتم وادیوں (جسم خاکی کو اپنا سمجھنے والوں) کے لئے "ایہم آتما شریرم"

प्रयमात्मा

(میں جسم خاکی ہوں) In the form of matter دروبیہ روپ

शरीरम

" ہیں ادلیتہ (ثابت) ہے۔ اسی کو ہی ترکیب و شقتی کے ذریعے جسم خاکی سے الگ ثابت کرکے نیائے اور ویشیشک شاستر" ایہم آتما انتہ کرنم"

प्रयमात्मा

اينتهکرن

प्रन्तःकरणम

(میں انتہکرن ہوں) ثابت کرتا ہے۔ اور پھر جب جگیاسو کی بدھی کی شدھی ہوکر اور تمام شنکاؤں کو تیاگ کر آگے بڑھتی ہے تو سانکھیہ اور یوگ درشن کے سدھانت اور عمل سے اسی کو "ایہم آتما پرشا" "میں پرش" ہوں)

प्रयमात्मा पुरुषः

میں ستھاپت کر دے گا۔ اور آخیر میں سانکھ اور یوگ شاستر کے "پرش" کو برہم سوتر دہرم میگھ سمادھی میں "ایہم آتما برہم"، میں برہم ہوں)

प्रयमात्मा ब्रह्म

میں لے جا کر وستو نام سے پکارے گا۔ لہٰذا دہی درویہ آتما Physical بالترتیب ترکیب کے ذریعے وستو سروپ میں God ظاہر ہوتا ہے اور یہی بالترتیب درشن و گیان کا مکھ اودیش ہے۔ برہم سوتر کو ویدانت اسی لئے کہا گیا ہے کہ جو ویدک گیان دہرم سوتر سے آرنبھ ہو کر نیائے ویشیشک سانکھ اور یوگ میں گزرتا ہوا آخیر میں ولین کرا دیتا ہے اسی کا نام "ویدانت" ہے یعنی کلیہ ویدک گیان کا فلسفہ دہرم سوتر سے شروع ہو کر برہم سوتر میں سماپت ہوتا ہے۔ ویدانت کے کہنے سے ہی ہمیں ویدوں کے آدی (ابتدا) مدھ (درمیان) کی سوچنا ملتی ہے جس کی ابتدا درمیان ہیں ہے اس کا آخیر (انت) بھی نرادھار اور نرارتھک یعنی بے بنیاد اور بے مطلب ہی ہوگا۔ ویدوں کے فلسفہ کے آغاز، درمیان اور آخیر کو گیتا میں گونیر، گوہیہ تر، گوہیہ تم

الفاظ سے بیان کیا گیا ہے

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دھرم سوتر (پورو میمانسا) نیائے، وشیشک، سانکھ، یوگ سوتر، اور اُتر میمانسا (برہم سوتر) ایک ہی زینہ کے بالترتیب قدم ہیں۔ اس زینہ پر چڑھنے کے لئے بالترتیب قدموں پر ہی چڑھا جا سکتا ہے۔ ایک کی تکمیل جب تک نہیں ہوتی تب تک اگلا قدم اٹھایا نہیں جا سکتا۔ وہ تکمیل خواہ کسی نے اس جنم میں کی ہو یا پہلے جنموں میں کر چکا ہو۔ اسی لئے جو قدم اس زینہ پر اٹھایا جا چکا ہے اور تکمیل ہو چکا ہے مرنے کے وقت قانون قدرت کے مطابق انسان اس سے آگے کی سیڑھی پر چڑھنے کے سامان کو اگلے جنم میں حاصل کرتا ہے یعنی جس نے کرم کانڈ سماپت کر لیا ہے۔ وہ ضرور ہی اُپاسنا کے مرحلہ کو اگلے جنم میں طے کرے گا۔ پہلا کیا ہوا کرم انوشٹھان رائیگاں نہیں جاتا۔ اور جو اُپاسنا کرتے کرتے ادھیاتم مارگ پہ چل کر ادھیاتم مارگ کی کسی منزل پہ پہنچ کر دیہہ پات کرتا ہے وہ اگلے جنم میں بھی اُس سے آگے کی منزل کو طے کرے گا۔ وہ ایسے گھر، دیش اور جاتی میں پیدا ہوگا جو اُس کی قابلیت حاصل کردہ کے مطابق ہوں۔ یہ سدھانت کھٹ درشن اور ویدک پرنالی کا مسئلہ ہے۔

مزید ایک اور بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ کھٹ درشن اُپدیش کی شکل میں تصنیف کئے گئے۔ اور واستو میں اُن کا وِکاس بھی رشیوں نے اُپدیش کے ذریعہ کیا تھا۔ چھ درشنوں میں تمام ویدک فلسفہ اور ایشور پراپتی کا مکمل مارگ جنم سے لے کر مرن تک دیہہ آتم وادیوں سے لے کر اُتم ادھیکاری برہم نشٹھی تک بیان کیا گیا ہے لہٰذا بہ از خود ہی ثابت ہے کہ یہ اُپدیش ادھیکاری انوسار کئے گئے ہیں۔ اور ادھیکاریوں کے درجے بالترتیب مسلسل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سلسلۂ درشن سے ظاہر ہے۔ جب تک ایک ادھیکار کی پراپتی نہیں ہوتی۔ تب تک اُس سے اوپر کا ادھیکار پراپت نہیں ہو سکتا ہے۔

بھارت ورش کی گراوٹ کا باعث عظیم یہ ہی ہے کہ بغیر ادھیکار کے پراپت کئے ہی ویدانت کے پاٹھک ویدانت کا اُپدیش کر رہے ہیں۔ اور اس کے پُورو والی شاستروں کی تردید دکھلا کر دُنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔

یوگ سوتر کے اس دیباچہ کو چھاپا اقساط میں شائع کرنے کا ایک ہی مطلب تھا کہ ایک ایشور سروویاپک ہے اور اس کی پراپتی ہی منش کے جنم کا مقصد ہے۔ جو بھی مریادا شاستروں اور رشیوں نے شاستر کال سے سمرتی اور شروتی دوارا بیان کی ہے وہ اسی ایک ہی غرض سے کی ہے۔ اور اس ایک سرو ویاپک ایشور کو پانے کا ایک ہی طرز عمل ہے وہ یہی ادھیاتم مارگ ہے جس کو یوگ درشن تشریح کرتا ہے۔ یہ ایک مکمل سائنس ہے۔ جسے اسی نظریے سے دیکھ کر سمجھنا چاہئے۔ اور جتنے بھی دیگر الگ الگ مارگ بتلائے یا کہے جاتے ہیں۔ اُن کی سنگتی Relative position بھی یوگ درشن ہی لگا سکتا ہے۔ اور کوئی شاستر یا مت کسی کی بھی تشریح نہیں کر سکتا۔ یوگ درشن، سانکھ درشن، برہم سوتر اور بھگوت گیتا میں اسی مضمون کو مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ جن کو ایک ہی نقشہ میں بالترتیب رکھ کر یہ سدھ کیا جاتا ہے۔ کہ کونسا لفظ کسی شاستر کے کونسے لفظ کے بالمساوی ہے بوجہ استعمال مختلف الفاظ شاستروں میں اختلاف نظر آتے ہیں اور شکوک پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس نقشہ کے ادھین سے وہ جملہ شکوک رفع کرنے میں امداد حاصل ہوگی اور آئندہ یوگ درشن کے مطالعہ کرنے میں بھی امداد حاصل ہوگی۔ فلسفہ کی وسعت اور صحیح ترجمانی کا اندازہ ہو سکے گا۔ مندرجہ مشمولہ ذیل نقشہ اصطلاحی شری سوامی منگالی بابا کی ۲۰ سالہ محنت اور تشریح کا نتیجہ ہے اور ادھیاتم کرم چاریوں کو اس سے مستفید ہونا چاہئے۔

(نقشہ آگے دیکھیں)

اختصار فلسفہ کھٹ درشن حسب بیان متذکرہ بالا

نیائے شاستر	وشیشک	سانکھیہ	یوگ درشن	برہم سوتر
دونوں انومان پرمان پردھان		دونوں اگم پرمان پردھان		
پدارتھ مانتا ہے۔ آخری "ابھاؤ" جو الگ پدارتھ نہیں۔ سب کے انتر نہت رہتا ہے، ستھول پدارتھ اس کا مصنوعی ہے۔ انومان پرمان کو ستھاپت کرتا ہے۔ اس کے لوپردتی سادھارن پرتکش کی تردید کرتا ہے اس کے لوپردتی دیہہ آتم وادیوں کا کھنڈن کرتا ہے۔	یہ ثابت کرتا ہے کہ پدارتھوں میں "ابھاؤ" کسی کا بھی نہیں ہوتا۔ کیول ایک اوستھا سے دوسری میں پریورتن ہوتا ہے۔ پرنتو کل ہی دو دیہ نت پرمانو روپ میں رہتا ہے وہ ہی سرشٹی کرتا تسلیم کرتا ہے۔	انومان کے ذریعہ سے ویدوں کو اگم پرمان کے روپ میں قائم کرتا ہے۔ ویدوں والا وہی تو ثابت کرتا ہے "پرش" اسکریہ بھنت کارن پردھان اوپادان سکریہ کارن۔ دو دیہ آتماؤں کو نیائے وشیشک ستھاپت کرتے ہیں اسکو یہ پردھان کے انتر گت ہیں۔	وید پرمان دوارا سشٹ تتو کو پرتکش کرتا ہے اودیا کا آورن نشٹ کر کے ایشور کو کرم بھومی کے پار برہم کی سنفنی میں لے جاتا ہے، دو دیہ کو تینوں گن پرد سے (ایک جیو) ایک ہی پرمانو لنگ گن پردھنگ سے جاتا ہے کیول سادھارن پرتکش اور انومان کو ہی ماننے والوں کی تردید کر کے ایشور کو انتدریہ سما دھشٹ بدھی میں ساکشات کار کرتا ہے	لطیف سے لطیف ترین پرمانو دسوکشم انتم پرمانو کا سروپ ہی وستو ارتھات اپادھی رہت اویہ برہم روپ آتما کی تصدیق کرتا ہے جس میں سرشٹی اُتپتی روپ سے کلپت ہے ایسا پرتکش انوبھو ہی برہم نروان ہے۔ جو جنم مرن کے چکر سے نجات دلواتا ہے

سانکھیہ، یوگ سوتر، برہم سوتر اور بھگوت گیتا کے اصطلاحی الفاظ کا مطلب اور اُن کے بالمساوی الفاظ کا نقشہ (شبد تالکا)

سرشٹی کرم	١	٢	٣	٤	٥	٦
सृष्टि क्रम یوگ سوترانوسار योग सूत्रानुसार	چت चित्त درگ दृक् پرش وشیش ایشور पुरुष विशेष ईश्वर: کیولم केवलम्	چیتی चितिः درشٹی दृशिः مکت پرش मुक्त पुरुष پردھان پرش کیولم प्रधान पुरुष النگ گن پرو	سنجوگ संयोग اودیا अविद्या ارتھتو पृथक्त्व گن کرم गुण कर्म	چیتنیہ चैतन्य درشٹی दृष्टि گری تری پرش गृहीतृ पुरुषः لنگ گن پرو लिङ्ग गुण पर्व بدھی و اہنکار	چت चित्त درشن दर्शन گرہن کرن ग्रहण करण اوشیش پرو अविशेष पर्व چت اہنکار	چیتیہ चैत्य درشیہ दृश्य گراہیہ وشیہ ग्राह्य विषय وشیش پرو विशेष पर्व من मनः

	نرمان چتیانی निर्माण [illegible]			مول درشیہ मूल्य दृश्य گن ساتھیہ गुण साम्य		
کھوڑس وکار षोडश विकार		سپت پرکرتی وکرتی सप्त प्रकृति विकृति	ایکش و سنکلپ ईक्षण न संकल्प	نشکریہ پرش وساکریہ پردھان निष्क्रिय पुरुष साक्रिय प्रधान		سانکھیہ سوترانوسار सांख्य सूत्रानु-सार
جگت ۔ پرمے जगत प्रमेय	سرشٹی ۔ پرمان सृष्टि प्रमाण	ایشور سرشٹی ایک ایک جیو پرانا [illegible]	اودیا अविद्या	مایا سگن برہم ودیا माया सगुण ब्रह्म वा [illegible]	برہم ۔ نرگن برہم ब्रह्म निर्गुण ब्रह्म	برہم سوترانوسار ब्रह्मसूत्रानु सार
ادھی بھوت، کرم (شکت) ←	ادھی دیو، برہما ←	اکھشر پرش، ادھی یگیہ، وشنو ویگیہ، اپرکرتی پرا پرکرتی	اکھل کرم अखिल कर्म ←	اوتم پرش ادھیاتم برہما ویدا ہوا پرکرتی —	پرشوتم، اکھشر برہم شیو (سروا) ←	بھگوت گیتا انوسار भगवद्गीता- नुसार

(نوٹ) نوک دار لکیریں سرشٹی کرم کی سمت کو ظاہر کر رہی ہیں ۔ پرچہ جولائی میں مندرج کی ہوئی چھ پدوں کی اصطلاح کو دوہرائیے ۔

ستھول و سوکشم سمادھی پرگیا کا دائرہ स्थूल-सूक्ष्म समाधि प्रज्ञा	کرن گراہیہ پرگیات करण ग्राह्य	اہنگ گراہیہ अहंग्राह्य	سنجوگ بھاؤ संयोग भाव	کیولیہ कैवल्य	برہم نروان اسم پرگیات	لے کرم लय क्रम

(نوٹ) لے کرم وہاں سے شروع ہوتا ہے ۔ جہاں پر انتم خانہ میں آنکھ گرے ہیں یعنی وشیش پدوں سے اوپر کی طرف النگ ماتر پد میں پہنچتا ہے اس سے آگے پھر خانہ ۷ سے الٹے واپس چلتی ہے ۔ اور خانہ ۱ میں جا کر نروان پد حاصل کرتی ہے ۔ (ہری اوم تت ست)

نوٹ :- یوگ سوتر کا بقیہ ترجمہ سالنامہ "ساؤھوانک" میں شائع ہوگا ۔

انوارِ حقیقت

ڈاکٹر راج بہادر ورما راز بریلوی

زمانہ سو گیا بیدار ہوں میں
محبت میں سراپا پیار ہوں میں

شبِ تاریک ہے کچھ غم نہیں ہے
میرا جذبِ محبت کم نہیں ہے

دلِ مایوس میں ہیں کچھ امیدیں
بروشِ ضبط رقصاں ہیں امنگیں

دلِ مضطر یہ پیہم پوچھتا ہے
تجھے ذوقِ نظر کچھ سوجھتا ہے

گھٹائیں ہیں فلک پر کالی کالی
خوشی سے جھومتی ہے ڈالی ڈالی

قمر ہے کہکشاں ہے اور تارے
بہ پیشِ چشم ہیں رنگیں نظارے

نظر میں جچتی ہے نورِ عقیدت!
ہمہ تن ہیں وہ مصروفِ عبادت

خوشی میں منورِ زندگی ہے
ترا بیتاب فرضِ بندگی ہے

فضا ہے دہر مجموعِ حسنِ رعنا
صبا ہے گلستاں ہے اُس کی شیدا

کہیں بیٹھے سڑک میں ہیں زنانے
کہیں بجتے خوشی کے شادیانے

کہیں گھڑیال و گھنٹے کی نوا ہیں
کہیں ہیں سنکھ کی دلکش صدائیں

کہیں پر ہر بھجن کا ذکر آئے
کہیں پر کیرتن دل کو لبھائے

خوشی کے گیت سب لے مل کے گائے
سرود و رقص سے مندر سجائے

بہاریں چھا گئیں دورِ خزاں پر
نکھار آیا جمالِ گلستاں پر

جمالِ دو جہاں چمکا زمیں پر
جلالِ دو جہاں اُترا یہیں پر

اسی کا نام ہے میری زباں پر
جو خالق ہے زمین و آسماں پر

نشاں ہر جا ہے اُس کا بے نشاں ہے
مکیں دل میں ہے گو کہ لامکاں ہے

بنوں میں دیوی کے آج آیا
کیا بھگتوں پہ اُس نے اپنے چھایا

محیطِ کیف کا محور ہوا میں
کہ رازِ جلوۂ دلبر ہوا میں

"ساودھو انک" کو حاصل کرنے کا ابھی سے انتظام کیجئے تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے یہ حسب [illegible] چھپ رہا ہے

تپسوی سے بھینٹ

از لالہ جگن ناتھ جی کھنہ

برندابن بھی عجیب بھومی ہے۔ جہاں بھانت بھانت قسموں کے دیکھتی آتے ہیں، گیانی، تپسوی، رسک اور بھگت سب اپنے اپنے وچاروں کے انوسار یہاں جیون وتیت کرتے ہیں، کوئی یہاں کے پرمکھ مندروں کے درشنوں کا ہی سکھ لیتے ہیں، کوئی گھنٹا کیرتن میں سملت ہوکر اپنا جیون سپھل کرتے ہیں، کئی مہانو بھاؤ ایسے بھی ہیں جو شری برندابن کی پرکرماں کو ہی مہتو دیتے ہیں۔ اور دن میں ایک تو کیا تین تین چکر لگاتے ہیں، گویا وہ سارا دن چلتے ہی رہنے میں سکھ مانتے ہیں۔ اسی طرح سے برندابن باس کرنے والوں نے اپنے وچار اور گورو آگیا انوسار اپنی دن چریا بنا رکھی ہے، یہ کیول ان کی بات ہے۔ جو یہاں اپنے جیون یاترا کو سپھل بنانے کے اُدیش سے باس کرتے ہیں۔ بیوپاری اور ودیارتھیک طبقہ کا لکش اس سے مختلف ہے اور اس تصویر میں ان کو لانا بھی فضول ہے آیئے آج آپ کو ایک تپسوی مہاتما کے درشن کرائیں۔

یہ نوبُوک مہاتما کاٹھیاواڑ کا رہنے والا ہے اور نربرا آدی ستھانوں کی یاترا کرتے ہوئے پیدل ہی برنداون پہنچا ہے کئی قسم کی آپتیوں کو سہن کرکے وہ برج بھومی میں آیا ہے سوائے ایک چھوٹی سی دھوتی کے وہ کوئی کپڑا نہیں پہنتا کسی سے بھی کبھی کوئی یاچنا نہیں کرتا۔ اگر بارہ بجے کے قریب کھانے کی کوئی چیز پراپت ہو جائے تو کھا لیتا ہے، ورنہ کسی شوالے میں جاکر بل پتے ہی کھا کر رہ جاتا ہے۔ ستّو اور چنے اگر مل جائیں تو بڑے شوق سے بھوگ لگاتے ہیں۔ دن میں تین بار شری جمنا جی کے درشن کرتے ہیں اور شری برنداون کی ہر روز صبح کے وقت پرکرماں لگاتے ہیں، ایک استھان میں جو بیس گھنٹے ہری کیرتن ہوتا ہے وہاں دن رات میں آپ آٹھ نو گھنٹے روزانہ کیرتن کرتے ہیں۔ ان کے اندر بھگوت پراپتی کی بھوک ہے اور گھر سے آئے انہیں تین چار سال ہو چکے ہیں اور اب برج منڈل کی یاترا کے خیال سے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اب قریباً ڈیڑھ سال سے وہ شری گرراج (گوردھن) ٹھیرے ہوئے ہیں۔ وہاں کی آپ ایک سو آٹھ پرکرماں کر چکے ہیں اور اب برج باس کا سکھ لے رہے ہیں،

میری پہلی بھینٹ ان سے شری بانکے بہاری جی کے مندر میں ہوئی (اگست ۵۶ء میں) اس روز انہیں شری برنداون آئے۔ دو دن ہی ہوئے تھے، شری بہاری جی مہاراج کے راج بھوگ کا سمے تھا۔ اس لئے درشن بند تھے، ہم پاس پاس بیٹھے تھے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا، آپ کہاں رہتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ تین سال سے شری بہاری جی کے چرنوں میں پڑا ہوں،

یہ بات ہے، تو آپ مجھے اپنا انبھو بتائیں کہ میں برنداون میں رہ کر کیا کروں، ایسی بات بتائیں جو میرے لئے شریشٹھ ہو، کئی مہاتما مجھے کنٹھی دھارن کرنے اور خاص قسم کے سامپردائیک تلک لگانے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ لیکن میں دل سے ایسا کرنا نہیں چاہتا۔

میں نے کہا، آپ نے میرا انبھو پوچھا ہے اس لئے میں اپنے وچار پرگٹ کرتا ہوں، ویسے تو میں بھی آپ کی طرح جگیاسو کے روپ میں ہی یہاں رہتا ہوں۔ یہ بات ضرور ہے کہ آپ کی نسبت شری دھام سے میرا کچھ رشتہ زیادہ ہے۔ اس کے آدھار پر ہی میں کچھ نویدن کروں گا۔

میرے خیال میں یہاں آکر نیتیہ پرکرما کرنے کا پروگرام سروشریشٹھ ہے۔ اس کے بعد پھر پرمکھ مندروں کے درشن یتھا شکتی کرنے چاہییں۔ شری ندھی بن اور سیوا کنج کے درشنوں سے لابھ اٹھانا بھی اتی آوشیک ہے کیونکہ واستوک برنداون کی جھلک انہیں استھانوں میں ملتی ہے۔ وہاں ایکانت میں کچھ سماں وتیت کرنے سے چت کی برتی ہی بدل جاتی ہے،

کنٹھی آدی دھارن کرنا کوئی بری بات نہیں پرنتو وہ تو آپ کو گورو ہی دھارن کرائیں گے اور گورو، آپ کیسے بنائیں، ارتھات آپ دیکشا کس سے لیں یہ بات اتنی جلدی طے نہیں ہو سکتی۔ جب سماں آئے گا تو یہ کام خود بخود ہی ہو جائے گا۔

آپ دھیریہ سے کام لیں۔

تو پرکرما کیسے کی جاتی ہے اور کہاں سے آرنبھ ہو کر کہاں سماپت ہوتی ہے۔ انہوں نے پوچھا۔

پرکرما آپ کسی گھاٹ سے ہی اٹھالیں اور وہیں آکر سماپت کر دیں، آپ رات کو کہاں سوتے ہیں"

"کیشی گھاٹ پر،

تو بس کل صبح میں وہاں سے گزروں گا تو آپ کو ساتھ لیتا چلوں گا۔ میں نے کہا۔

بہت کرپا ہو گی۔ میں آپ کی پرتیکشا کروں گا، ہنسوی جی نے کہا۔

اگلے دن پرانہ کال حسب دستور میں کیشی گھاٹ سے گزر رہا تھا تو آپ مجھے بیٹھے ہوئے دکھائی دئے اور جے شری رادھے، کہہ کر چپ چاپ میرے ساتھ چل پڑے میں نے انہیں اتنا کہہ دیا کہ یہ جپ کا سمے ہے۔ اس لئے ہم بات چیت نہیں کریں گے۔ جپ سماپت ہونے کے بعد اگر ضرورت ہوئی تو بات چیت کریں گے۔ اس کے بعد ہم آگے پیچھے چل پڑے اور دو گھنٹے بالکل مون رہے اب یہ سلسلہ جاری ہو گیا اور وہ ہر روز میرے ساتھ پرکرما کا سکھ لینے لگے۔ اس کے بعد وہ درشنوں میں وقت گزرتے اور کیرتن آدی میں حصہ لیتے، ایک دن ہم دونوں شری بہاری جی مہاراج کے درشن کر رہے تھے کہ میں نے انہیں کہا کہ برہمچاری جی۔ آج بھوجن ہمارے ہاں کرنے کی کرپا کریں،

نہیں مہاراج، ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ابھی تو آدھ گھنٹہ پڑا ہے۔ دیکھئے بہاری جی کیا لیلا رچتے ہیں

تو کیا آپ شری بہاری جی مہاراج کی پریکشا لینا چاہتے ہیں؟ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ انہیں کی پریرنا سے کہا ہے۔ کیا آپ اتنا بھی سمجھ نہیں پائے۔

بہت اچھا۔ بہت اچھا، مہاراج، میں آپ کے ساتھ ہی چلوں گا۔ اور میری پرارتھنا کے انوسار میرے ساتھ آگئے۔ اور اسی طرح سے اکثر میری آگرہ سے بھوجن تھا میرے ساتھ آجاتے اور بھوجن کے بعد شری برنداون دھام کی بات چیت گھنٹوں چلتی رہتی۔ ایک دن اسی طرح سے جب وہ بھوجن کر چکے تو میری ان سے نشچنت بات چیت ہوئی۔

راقم۔ سنائیے مہاراج، آپ برنداون میں کیسی گزرتی ہے؟

ہنسوی:۔ بڑے آنند سے سمے گزر رہا ہے، شری بہاری جی مہاراج کی اتی کرپا ہے کہ مجھے بھی انہوں نے اپنے چرنوں میں جگہ دے رکھی ہے،

راقم:۔ کیوں نہ ہو جب آپ نے سروسو ہی ان کے لئے تیاگ دیا ہے۔ وہ تو انتریامی ہیں، ہر ایک کے دل کی جانتے ہیں بھلا آپ جیسے تیاگی کو کوئی کشٹ پہنچ سکتا ہے،

ہنسوی:۔ دادا، اور تو سب آنند ہے۔ ایک بات کا کھید اوشیہ ہے۔ کہ اتنا پرشرم (محنت اور ریاضت) کرنے پر بھی من ہے کہ اپنی چنچلتا نہیں چھوڑتا، اس کی بھوگ واسنائیں نہیں جاتیں، سارا دن میرا بھجن پاٹھ، کیرتن، دیو درشن اور پرکرما آدی میں ویتیت ہوتا ہے۔ رات کو ایک بجے سے چار بجے تک ایک آسن پر ستھت ہو کر کیرتن کرتا ہوں۔ صرف تین گھنٹے سوتا ہوں ۱۰ سے ۱ بجے تک، واستو میں میرا جیون نیم سے ہو رہا

ہے۔ کیول یہی لگن ہے کہ سادھن میں کوئی بادھا نہ پڑ جائے اور میں جس دھیے کو لے کر گھر سے نکلا ہوں۔ وہ پورا ہو سکے، ماتا، پتا، بھائی بہن، سب سمبندھیوں کا تیاگ کیا اور ٹھیکتا یاں چھین کر، پیدل چل کر ننگے پاؤں یہاں پہنچا ہوں یہاں آ کر اور اس طرح جیون و تیت کرنے پر بھی اگر من قابو میں نہ آئے تو دھکار ہے میرے جیون پر۔ مجھ سا ابھاگا بھلا کون ہو سکتا ہے۔ آپ ہی مجھے بتائیں کہ میں اب کیا سادھن کروں جس سے میرا من میرے قابو میں رہے،

راقم :۔ دھنیہ ہیں، مہاتما بھائی آپ، جو اتنی تپسیا کر رہے ہیں۔ اور نہ صرف آپ اپنی کمزوری کو سمجھتے ہیں بلکہ اسے صاف صاف بتا کر اس کے دور کرنے کے سادھن اور اپائے کی فکر میں ہیں، عام سنساری جیو تو ایسا نہیں کر سکتے۔ اول تو انہیں اپنی کمزوری کا پتہ نہیں لگتا۔ اور وہ اپنی تنزلی کو ترقی ہی نہیں سمجھتے۔ ان کے خیال میں ایسا جیون و تیت کرنا جیسا آپ کر رہے ہیں، حد گھٹنا سے کم نہیں۔

تپسوی :۔ لیکن مجھے ان سے کیا کام، میرے لئے ایسے پرش کوئی آدرش روپ تو نہیں ہیں۔ میں تو کیول یہ چاہتا ہوں کہ بھگوت کرپا سے جس سادھن کو میں نے شروع کر رکھا ہے اس میں بادھا نہ پڑے اور دن پرتی دن قدم آگے ہی بڑھیں پیچھے نہ ہٹیں۔

راقم :۔ یہ ہوگا ہی کیوں؟ قدم تو ان کے پیچھے ہٹتے ہیں۔ جن کی آگے بڑھنے کی تیبر اچھا نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی وہ کوئی کوشش یتن کرتے ہیں۔ یہی تو میں نے پہلے بھی آپ سے نویدن کیا تھا کہ آپ سنساری جیووں کی شرینی سے بہت اونچے ہیں، کیونکہ آپ میں وہ کمزوریاں دکھائی نہیں دیتیں، جو پرایہ سادھکوں میں دیکھی جاتی ہیں۔ اس لئے یدی آپ کبھی دھیرتا اور درڑھتا پوروک اس مارگ پر آروڑھ رہے تو آپ اوشیہ اپنے دھیے کی پراپتی میں سپھل ہوں گے۔

تپسوی :۔ یدی آروڑھ رہا تو یہی تو مشکل ہے۔ دادا، میں اس راستہ پر چلتے ہی کون دیکھا۔ سب سے بڑھ کر تو میری اپنی برتیاں ہی بادھک ہو رہی ہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ جس طرف سے چت کو ہٹایا جاتا ہے، وہ بار بار ادھر ہی جانے کی چیشٹا کرتا ہے۔ بھوگ نہیں تو اور بات ہے۔ دل میں ان کے سنسکار رہتی ہے لالسا تو بنی ہی رہتی ہے

اسی بات کا مجھے دکھ ہے ہیں اپنے من کے پیچھے چلوں تو نہ معلوم کہاں سے کہاں پہنچ جاؤں۔ میں تو آپ سے یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ میری بدھی کس طرح ٹھیک ہوگی۔ جب میں اندریوں کے کسی وشے کا بھی چنتن نہیں کرتا، تو پھر بھی وہ میرے چت پر آگھات کرتی رہتی ہیں۔

راقم۔ یاد رکھئے کہ من تو ہمیشہ سکھ اور آنند کا ہی گاہک ہے۔ یدی اس سادھن میں جو آپ کر رہے ہیں اسے سکھ محسوس ہوگا تو پھر یہ کسی اور طرف کیوں جانے لگا۔ بھگوت بھجن کا رس اور آنند پراپت ہو جانے پر یہ اسی میں پرورت رہے گا۔ پھر اور کہیں نہیں جانے لگا۔ جب تک اسے اندریوں سے بڑھ کر بھجن میں رس اسوادن نہیں ہوگا۔ یہ ادھر ادھر ہی بھٹکے گا۔ اور جب اسے نشچیہ ہو جائے گا کہ واستوک سکھ ان چیزوں میں نہیں ہے۔ تو پھر یہ ان کا چنتن نہیں کرے گا۔ ارجن کے پوچھنے پر بھگوان سری کرشن جی نے یہ فرمایا تھا۔

اسنشیم مہا باہو منو درنگرہم چلم
ابھیاسین تو کونتیہ ویراگین چ گرہیتے

(ادھیائے چھ شلوک ۳۵)

ارتھات:- ہے مہا باہو ارجن! من بے شک مشکل سے قابو میں آتا ہے اور بڑا چنچل ہے۔ یہ ابھیاس اور ویراگ سے ہی قابو میں آ سکتا ہے۔ یہ اسے قابو کرنے کے دو سادھن ہیں۔

اس سے پہلے بھگوان نے یہ بھی بتایا ہے کہ

ایوم بدھے پرم بدھوا سنستبھیاتمان آتمنا
جہی شترو مہا باہو کام روپم دراسدم

(ادھیائے تین شلوک ۴۳)

ارتھات:- بدھی کے دوارا من کو وش میں کر کے ہے مہا باہو اس کام روپ شترو کو مار۔

تبھی کا ابھیپرائے یہ ہے کہ من کو قابو کرنے کے لئے سب سے پہلے بدھی روپی ہتھیار استعمال کرنا چاہئے۔ یعنی بدھی سے من کو اچھی طرح یقین دلا دیا جائے کہ اندریہ وشیوں کا سکھ کشنک ہے اور واستو میں دکھ کا ہی ہیتو ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے سکھ کے لئے چیشٹا کرنا مورکھتا نہیں تو اور کیا ہے۔ بھگوان نے کام کو سب سے بڑا شترو بتایا ہے اور اس پر کیول وہی من وجے پراپت کر سکتا ہے جس کو بدھی دوارا ہم نے وش میں کر لیا ہے۔ اسی طرح سے چھٹے ادھیائے کے چودہویں شلوک میں کہا گیا ہے۔

پرشانت آتما وگت بھیر برہمچاری ورتے ستھتہ
منہ سنیمیہ مچت یکت آسیت مت پرہ

ارتھات۔ سادھان ہو کر من کو وش میں کر کے میرے میں لگے ہوئے چت والا اور میرے پرائن ہوا ستھت ہووے۔

بوٹوں کی جان اور شان

بلی بوٹ پالش

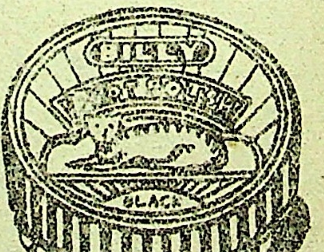

روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں

نمیسوی :۔ یہ بات تو ٹھیک ہے، پرنتو دکھ تو یہی ہے کہ من وش میں نہیں ہوتا، یدی من پر پورا پورا کنٹرول ہو جاوے تو پھر تو جو کچھ کہا گیا ہے ٹھیک ہو سکتا ہے،

راقم :۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ کوئی ایسی وستوئیں ہیں جن کی پراپتی کے لئے آپ کا من لالائت ہو جاتا ہے اول تو میں یہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں کیونکہ آپ تو اتنے تیاگی ہیں۔ یدی کوئی وکار ہے بھی تو اچھا یہی ہے اس کا یہی علاج ہے کہ اپنی سب کرپاؤں، اور کرموں کو بھگوان کی پراپتی کے نمت ہی لگایا جاوے، اُن سے بڑھ کر اور کیا پراپیہ وستو ہے اور وہ اس کے لئے خود ہی فرماتے ہیں

یتو حق آدھتو، متی یم متنگ وشنشیہ، متی ایو،
ات اور دھونگ نہ سنشنہ،   ادھیائے ۱۲ اشلوک ۸

ارتھات :۔ میرے میں من لگا اور میرے میں ہی بدھی کو لگا۔ اس کے اپرانت میرے میں ہی نواس کرے گا۔ اس میں کوئی سنشے نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر بھگوان کیا کہتے۔ نویں ادھیائے کے آخری شلوک میں بھی بھگوان نے اسی بات پر زور دیا ہے،

मनमना भव मद्भक्तो मद्याजी मां
नमस्कुरुमामेवैष्यासि युक्त्वैवमा-
त्मानं मत्परायण: ॥ ३४-९

ارتھات :۔ من مجھ میں لگا کر بھگت مرا میری پوجا ارچنا میں لگ جا
پرنام اور ڈنڈوت کر مجھ کو میری شرن ہو مجھے پائیگا

آگے چل کر پھر اٹھارہویں ادھیائے کے تین شلوکوں میں ارتھات ۵۷، ۶۴ اور ۶۵ میں اسی بات کو واضح کرتے ہیں اور ارجن کو اسی بات کا اپدیش دیتے ہیں کہ :۔

سم بدھی یوگ کو دھارن کر مجھ پر سب کرموں کو چھوڑ ارجن
اک میرے پرائن ہو کر تو من مجھ سے ہی اپنا جوڑ ارجن (۵۷)
میرے پرم وچن تو پھر سن لے تیرے ہت کیلئے بتلاتا ہوں
ارجن تو ہے پیارا مجھے اتی تجھے اس لئے وہ پھر میں سناتا ہوں (۶۴)
من مجھ میں لگا کر بھگت مرا کر پوجا میری پرنام مجھے،
ارجن میری سنیہ پڑ گیا ہے تو یوں کرنے سے ہوگا تو پراپت مجھے (۶۵)

اب سمجھئے، مہاراج، بھگوان نے تو خود ہی اس گتھی کو سلجھا دیا ہے اور کتنے صاف لفظوں میں بتایا ہے کہ من کو کیسے قابو کیا جا سکتا ہے، گیتا بھگوتی کا آسرا لینے سے سب سنشے دور ہو جاتے ہیں۔ اور جب اندری روپی گھوڑوں کو من روپی لگام سے قابو میں کر لیا جائے تو پھر بدھی روپی سارتھی اس شریر روپی رتھ کو اس کے ابھیشٹ ستھان یعنی منزل مقصود پر پہنچا ہی دے گا،

نمیسوی :۔ یہ سب ٹھیک ہے۔ آپ نے گیتا جی کے پرمکھ شلوک سنا کر میرے ہردے میں ایک نئی امنگ پیدا کر دی ہے۔ اور میں آپ کے انوسار ہی اپنی منو ورتیوں کو ڈھالوں گا۔ مشکل یہ ہے کہ کبھی کبھی وقت من قابو سے باہر جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس وقت کیا کیا جائے آپ اپنا انوبھو بتائیں، شاستر کے حوالے رہنے دیں،

راقم :۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ بات وہیں کی وہیں ہے۔ اس کا واقعی مجھے کھید ہے۔ آپ نے اب میرے انبھو کی بابت پوچھا ہے تو کیا میں اپنے انبھو کے بغیر ہی اپنا کچھ کہتا رہا، سنئے مہاراج نمیسوی جی، جب تک ہردے میں سنساری پدارتھوں اور بھوگوں کے لئے تیبر ویراگ نہیں ہوتا تب تک وہ منشیہ کو اکرشن کرتے ہی رہتے ہیں۔ تیبر ویراگ سے مراد یہ ہے کہ ہمیں دنیاوی چیزوں سے سخت نفرت ہو جاوے، جب تک یہ بھاونا پیدا نہیں ہوتی سادھک ترقی نہیں کر سکتا کیونکہ واستو میں یہ ویراگیہ روپی انجن ہی اس وویک آدمی گاڑی کو کھینچ کر ابھیشٹ ستھان تک پہنچا سکتا ہے، اگر یہ کمزور ہے۔ تو اس گاڑی کے آگے چلنے کی کوئی سمبھاونا ہی نہیں۔ اس لئے میں آپ سے یہی پرارتھنا کروں گا۔ کہ ویراگ کی بھاونا کو آپ خوب پختہ کر لیں اور جب کبھی کوئی ترقی آنے لگے تو اس کی طاقت سے ہی اس کا مقابلہ کر کے آگے نکلنے کا یتن کریں۔ دنیا کی سب

وستوؤں کو دو دشٹی سے دیکھیں، اگر یہ ہوا تو ان
کے لئے راگ پیدا ہو جائے گا۔ جو نیچے کی طرف ہی
لے جائے، یہی میرا انبھو ہے۔

ایک صوفی نے کہا ہے:

دل مکن از شکر با طلبہا سیاہ
از خدا غیر از خدا دیگر مخواہ

مطلب یہ کہ دنیا کی بے حقیقت اور اسار وستوؤں کے پیچھے سے اپنے من کو ہٹا لیا کرو، پرماتما سے سوائے اس کی بھگتی روپی دولت کے اور کوئی چیز نہیں مانگنی چاہیئے۔

نمبسوی: دھنیہ واد، واہ واہ، آج تو آپ کا خوب سمے لیا کشٹ کیا۔

راقم: میں تو آپ کا ہی کرتگیہ ہوں کہ آپ نے مجھے ایسے ست سنگ کا اوسر دیا۔

صفی

آخری نوٹ

یہ دو چار ایک ایسے دیکھے گئے ہیں جو سارا دن بھجن کیرتن میں ہی گزارتا ہے اور بہت تھوڑا کھاتا ہے سوائے ایک چھوٹی سی دھوتی کے کوئی کپڑا نہیں پہنتا، سردیوں میں ایک ٹاٹ سے ہی گزارا کرتا ہے جس کا جیون سادگی کا نمونہ ہے اور جسے ایشور پراپتی کی لگن ہے۔ جو گھر سے کیول اسی ادیش سے نکلا ہے اور اتنا کرنے پر بھی اپنے من سے شانتی ہے۔ پرنتو جو لوگ سادھن اوستھا میں بھی اندریوں کے ہر طرح کے سکھ بھوگتے ہیں۔ اچھا کھاتے پیتے ہیں، سردیوں میں کمبل اور لحاف اوڑھ کر سردی سے بچتے ہیں، نرم بستروں پر سوتے ہیں۔ اگر لحاف نہ بھی استعمال کریں تو دھسے ہی دو تین اوڑھ لیتے ہیں۔ ان کے من کی اوستھا تو وہی جانیں، برندابن کے ہی ایک مہاتما کو میں نے دیکھا کہ سردیوں کے ایام میں وہ ہر روز نیا دھسہ اوڑھ کر گھمایا کرتے تھے، اور سترہ اٹھارہ روپے کے پھل روز کھاتے علاوہ بھوجن آدی کے، اتنی خوراک کھانے اور ایسے راجسی ٹھاٹھ سے رہنے والے مہاتما اور مہاپرش جن کے کمرے میں ریڈیو سیٹ موجود ہو اور بجلی کا پنکھا چلتا ہو ایسے وچار تھوڑے ہی لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں پھر شردھالو ہی کیسے پیدا ہوں جو ایسے اونچے کوٹی کے مہاتماؤں کی دھن آدی سے سیوا کرتے ہیں، بات اصل یہ ہے کہ وہ تو اصلیت کو چھپاتے ہیں اور اس نوجوان نمبسوی نے اپنی حالت صاف صاف بیان کر دی، جو عموماً ہر سادھک کے راستہ میں ضرور بادھک نم آکرتے اگر ہمیشہ کے لئے نہیں تو کچھ عرصہ کے لئے ضرور۔

امرت سرور

مصنف سہاگ مل جی سینی

اگر آپ پریم بھگتی اور گیان کے دلکش نظارے اپنی برہنہ آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں تو اس انمول کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ اس کتاب میں نہایت شیریں اور موثر قصوں کے سلسلہ میں سچے اخلاق، پریم اور معرفت کا جوہر بھرا ہے۔ عام شکایت ہے کہ ایشور نہیں ملتا، شانتی پراپت نہیں ہوتی۔ پیارے دوستو! پرماتما سے زیادہ آپ دنیا سے پریم کرتے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو پھر شکایت کس منہ سے کرتے ہیں۔ جو ایشور سے پریم کرتا ہے وہی اس کا درشن کرتا ہے، دوسرا نہیں۔ آج کل ہمیں دھن، دولت اور استری بال بچے پیارے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایشور نہیں ملتا۔ اور ہم دکھ کے بھنوروں میں چکر کاٹ رہے ہیں۔ یہ چند روزہ خوشیاں ہم سے چھین لی جائیں گی اور ہاتھوں میں یم راج بے رحم سنار کی طرح ہم کو اس وقت تک بار بار چتاؤں کی پرچنڈ اگنی میں جلاتے رہیں گے۔ اگر آپ بار بار آگ میں جلایا جانا پسند نہیں کرتے تو ۵۰۰ صفحات کی کتاب امرت سرور پڑھیں قیمت ۴/۱۰ روپے دفتر رسالہ اودم دہلی سے حاصل کریں

رام شوری

از قلم
امیر الشعرا
دیوان
پنڈی داس
قمر

چن چن کے بیر دیر سے ہے انتظار میں
رگھبیر کو بلاتی ہے اشکوں کے تار میں
بیٹھی ہے عمر کھو کے امیدِ بہار میں
ارمان شوقِ دید کے ہیں بیقرار میں

کٹیا میں آؤ رام کہ آرام تم ہی ہو
شوری دعائیں کرتی ہے شام و سحر یونہی
پیاسی کی پیاس جس سے بجھے جام تم ہی ہو
دیدار کے خیال میں ہے چشم تر یونہی

جنگل میں مثلِ طائرِ بے بال و پر یونہی
کہتی ہے دلمیں آئیگا جانِ جہاں ضرور
رگھبیر کی تلاش میں ہے دربدر یونہی
سنتا ہے بیکسوں کی دعا مہرباں ضرور

نالۂ غریب شوری کا جب با اثر ہوا
سویا ہوا جو بخت تھا پل بھر میں جاگ اٹھا
ذرہ کے پاس عرشِ بریں جلوہ گر ہوا
بیٹھا ہے جھونپڑی میں اجودھیا کا بادشاہ

عاجز نواز رام ہے دینوں کا ناتھ ہے
تحفہ سمجھ کے بیر کو پھر کھایا رام نے
وہ دور جسکو سمجھی تھی ہر وقت ساتھ ہے
نظارہ اپنے پریم کا دکھلایا رام نے

بھگتوں کو اس طریق سے سمجھایا رام نے
خود رام بن گئے ہیں جو رٹتے ہیں رام کو
میں دل میں رم رہا ہوں بتلایا رام نے
ہم دل کی تار تار پہ جپتے ہیں رام کو

ہیں بھیلنی کے بیر کشش کے لئے ہوئے
تارِ نفس سے چاک جگر کو سیئے ہوئے
دو اپر میں رام شیام کی صورت میں دیکھئے
بھگتوں کے دل کو تحفۂ الفت دیئے ہوئے
اس پریم رس کو بھگت ہیں اپنے پئے ہوئے
رگھبیر قمر کا کرشن کی مورت میں دیکھئے

عرب دیش پر بھگوان کرشن کی چھاپ

از شری فتح چند نسیم

تصدق کیوں نہ ایسی شمع پر پروانہ ہو جائے
کہ جس پرمیشٹ کے ہستی اک تجلی خانہ ہو جائے

دُنیا کا ہر مسلمان عرب کی دھرتی کا ایک ایک ذرہ نہایت پاک، اور قابل عزت مانتا ہے، کیونکہ ان کے مذہب کے بانی حضرت محمد صلعم علیہ السلام، نے یہیں جنم لیا تھا۔ اور انہوں نے اسی دھرتی سے اسلام کا جھنڈا بلند کیا۔ اسی لئے اسلام کا دعویٰ ہے کہ

"یہ وہ خطۂ پاک ہے۔ جہاں سے تہذیب و تمدن کی کرنیں پھوٹیں۔ اور دھیرے دھیرے ساری دُنیا پر چھا گئیں"

مسلمانوں کا یہ دعویٰ یا عقیدہ ان کے اپنے نکتہ نگاہ کے مطابق بیشک سچا ہے مگر واقعات کی کسوٹی کچھ اور کہتی ہے جیسا کہ اس وضاحت سے ناظرین پر روشن ہو گا۔

چونکہ ان دنوں عرب دیش کا چرچا عام ہے وجہ یہ کہ وہ ایک عجیب سیاسی انقلاب کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے اس کی موجودہ ہلچل اور اتھل پتھل کا نتیجہ تو آنے والا وقت بتائے گا۔ لیکن میرا قلم اپنے موضوع کے مطابق یہ بتانا چاہتا ہے کہ اسلام مت کے پرورتک نے جو تعلیم اپنے ماننے والوں کو دی تھی۔ وہی تعلیم اس سے پونے چار ہزار برس پہلے بھگوان کرشن نے بھارت دیش کو دی تھی۔ یا اس سے بھی ہزاروں سال پہلے آریہ رشیوں اور منیوں نے دی تھی۔

تعلیم کی یکسانیت کا سبب اگر پوچھا جائے تو اس سوال کا جواب آسان ہے اور ہمارے روز کے مشاہدوں سے بھی ظاہر ہے کہ اسکولوں کے طالب علم جب اپنا سبق بھلا دیتے ہیں۔ تو ان کے ماسٹر صاحبان انہیں بھولا ہوا سبق دوبارہ یاد کرا دیتے ہیں۔ تاکہ وہ آنے والے امتحانوں میں ناکامیاب نہ ہوں۔

اسی طرح دُنیا کے لوگ جب اپنے پیشواؤں اور پیغمبروں کا سبق بھلا کر گمراہ ہو جاتے ہیں تو انہیں بھولا ہوا سبق یاد دلانے اور پھر سے سیدھی راہ پر ڈالنے کے لئے پرماتما کوئی نہ کوئی اوتار یا رسول۔ مہا پرش یا نبی بھیجا کرتا ہے، چنانچہ سرشٹی کے اسی نیم کے انوسار جب حضرت محمد کا ظہور ہوا اور انہوں نے عرب نواسیوں کو جو تعلیم دی وہ اس پرکار تھی۔

(۱) خدا ایک ہے۔ (۲) خدا کے سوا نہ کسی کی پرستش کرو۔ نہ کسی کے آگے سر جھکاؤ۔

(۳) ہر بنی نوع انسان کو اپنا بھائی اور دوست سمجھو۔ اور ہر ایک سے محبت اور پیار کرو،

(۴) دشمنوں کو بھی پیار سے اپناؤ۔

(۵) عورتوں سے ہرگز بدسلوکی نہ کرو۔

(۶) کسی کی حق تلفی کرنا گناہ عظیم ہے،

(۷) بدکاریوں سے ہمیشہ کنارہ کشی اختیار کئے رکھو۔

(۸) ایمانداری اور دیانتداری کو زندگی بھر ہاتھ سے نہ جانے دو۔

(۹) قول و قرار ہمیشہ پورا کرو

(۱۰) جو چیزیں نشہ آور ہیں۔ ان سے پرہیز کرو۔

۱۱۔ زندگی سادہ طور پر بسر کرو۔

۱۲۔ جو بھی کام ہو۔ اُسے ہاتھ سے کرنے میں کبھی عار نہ سمجھو۔

۱۳۔ سب سے زیادہ عزت کے قابل وہ آدمی ہیں۔ جو بُرائی سے متنفر اور نیکیوں کے خوگر ہوں۔

۱۴۔ دُنیا کے تمام بڑے بڑے مذہبوں کا نکاس فقط اسی ایک اللہ سے ہے۔ اور اسی سے اُن کو روشنی ملی ہے۔ اس لئے تمام مذہب سچے ہیں اور جڑ میں سب ایک ہیں۔

۱۵۔ ہر مذہب کے جُدا جُدا رسم و رواج اور پوجا پاٹھ کے مختلف طریقے محض مختلف زمانے، مختلف ممالک اور مختلف حالات کے نتیجے ہیں، بنیادی طور پر ہر مذہب کے اصول ایک ہی طرح کے ہیں۔

۱۶۔ حسب ضرورت خدا کی طرف سے ہر ملک اور ہر زمانہ میں مختلف بڑی شخصیتیں" یعنی اوتار یا پیغمبر پیدا ہوتے رہے ہیں۔

۱۷۔ اُن پیغمبروں کو نہ ماننا یا اُن کی بے عزتی کرنا سخت گناہ ہے،

۱۸۔ اللہ اُنہی سے پیار کرتا ہے۔ جو بلا تمیز ہر اک سے پیار کرتے ہیں۔

۱۹۔ قرآن اپنے سے پہلے کی تمام الہامی کتابوں یعنی الشیوری گرنتھوں کی تصدیق کرتا ہے اور اُنہیں ہر پہلو سے سچا ٹھہراتا ہے،

(۲۰) دُنیا کا ہر انسان کسی اعلےٰ اور نیک مقصد کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اور اُسے اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے،

حضرت محمد کی تعلیم یہیں بس نہیں ہو جاتی اور بھی بہت سی موجود ہے مگر اب وہ تعلیم پیش کرتا ہوں جو بھگوان کرشن نے دی تھی۔

یوں تو حضرت والاشان نے خود ہی یہ معاملہ صاف کر دیا ہے کہ

دُنیا کے تمام مذہب جڑ میں ایک ہیں۔

یعنی ہر مذہب کے اصول بنیادی طور پر ایک ہیں

سُنئیے۔ اب بھگوان کرشن نے بھی یہی کہا ہے۔ کہ

ایشور ایک ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اے ایک مٹی دو ہتھوا تتھی صرف ایک ہی پرمیشور میں من لگاؤ اسی کی بھگتی کرو۔ اسی کے سامنے سر جھکاؤ۔ سنسار کے سب پرانیوں کے ساتھ دوستی اور میل رکھو۔ کبھی سے دشمنی نہ کرنا۔ دیوی سمپدا والے وشنو بھکتوں کا کام ہے،

دروپدی سے بدسلوکی کو بھگوان کرشن نے سہن نہ کرتے ہوئے استریوں کے مان اور پرتشٹھا کا عملی ثبوت پیش کیا تھا۔

اسی طرح کوروں نے جو حق تلفی کی تھی۔ پانڈوں سے اُنہیں پوری پوری سزا دلائی۔

بدکاری، بے ایمانی، بددیانتی کرنے والوں کو وہ ہمیشہ ٹھکانے لگاتے رہے،

بچن نبھانا، آریوں اور راجپوتوں کی رگ رگ میں بسا ہمارے دھارمک اتہاس آج تک اسی قسم کی شہادت دے رہے ہیں۔

گیتا میں نشہ والی چیزوں کو اور اسی طرح دوسری غذاؤں کو جو کام چیشٹا بڑھانے والی ہیں استعمال سے منع کیا گیا ہے،

بھگوان نے راجکمار کے ہونے کے باوجود گئوئیں چرانے میں عار نہیں سمجھا تھا۔

غرضیکہ تعلیم کا کوئی انگ نہیں۔ جو ایک دوسرے سے بھن (مختلف یا متضاد) ہو تمام کرمو ایک سی سچے کرموں کی سزا جزا کا بھگوان نے تعین کر کے ادھیائے میں ذکر کیا ہے،

قرآن کے لفظی معنی ہیں۔ وہ چیز جو پڑھی گئی ہو

گیتا کا بھی ارتھ یہی ہے۔ یعنی جو گائی گئی ہو۔
حضرت اللہ شاہ قلندر تو یہاں تک فرما گئے ہیں۔
گیتا ہندوستان کا قرآن ہے۔ اور قرآن عرب کی گیتا شہنشاہ اکبر کے ایما پر فیضی نے تمام گیتا فارسی شعروں میں کی تھی۔ دوسرے عالم و فاضل مسلمانوں نے بھی فیضی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسبات کی تصدیق کی ہے

تم رام کہو وہ رحیم کہیں دونوں کی غرض اللہ سے ہے
تم دین کہو وہ دھرم کہیں منشا تو اسی کی راہ سے ہے
کیوں لڑتا ہے مورکھ بندے یہ تیری خام خیالی ہے
ہے پیڑ کی جڑ تو ایک وہی یہ مذہب ایک ایک ڈالی ہے

ایک پرانی حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ:-
ہند میں ایک پیغمبر ہوئے ہیں۔ اُن کا رنگ سانولا تھا، اور نام کاہن (کاہنہ کنہیا) تھا۔

حضرت علی کا ارشاد ہے،
" وہ دیش جہاں کتابیں سب سے پہلے لکھی گئیں۔ جہاں سے ودیا اور گیان پھیلا۔ وہ ہند (بھارت) ہے"
تاریخی حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ عرب شروع سے آج تک بھارت کو اپنا گورو مانتا رہا ہے"۔
صرف چند سال ہوئے ہیں کہ لبنان (جہاں آج کل نئے انقلاب کے بادل چھائے ہوئے ہیں) کے ایک بلند پایہ شاعر نے گیتا، مہابھارت وغیرہ کو عربی زبان کا جامہ پہنایا۔ اور وہاں کی گورنمنٹ نے اُسے گولڈ میڈل دیکر اس کی صحیح قدر افزائی کی۔
یہ سب باتیں اسبات کا کھلا ثبوت ہیں کہ عرب دیش پر بھگوان کرشن کی چھاپ اب تک موجود ہے ؎
ہے رشکِ آفتاب ترا آفتابِ حسن۔ ذروں کو جس نے جلوہ کامل بنا دیا

غزل

شری امر چند قیس

جن چرنوں کی بھینٹ ہُوا من　　پیراں بھی ہیں اب اُن کے ارپن
سیدھی درشٹی، ترچھی چتون　　یہ بھی سوہن، وہ بھی موہن
پیت اگن میں تپ کر من　　بنتا ہے سونے سے کندن
کندن ہے سب جیون کا چنتن　　پریم لگن ہے یا پاگل پن؟
بیتا ہے یا جاگ رہا ہوں　　میرے نین اور اُن کا درشن؟
اوس ہے مدھرا لپٹ کٹورے　　باغ ہے مدھ شالا کا آنگن
پریم کی ڈوری سلجھاتا ہوں　　پڑتی ہے اُلجھن پر اُلجھن
گونج اُٹھا ہے دالو منڈل　　جادو ہے پائل کی چھن چھن

قیس! برہ کا انت نہ دیکھو
چھوڑو بھی اب یہ پاگل پن

ایک پرشن

پرمیش نرمل

سکھی! اب کون بندھائے آس
سانس بنی ہے تیز کٹاری

جب سے پی نہیں پاس
سکھی! اب کون بندھائے آس

مجھ برہن کے دکھیا من کو
پیت نہ آئی راس
سکھی! اب کون بندھائے آس

جیون میں تو بجھ نہیں سکتی
ان نینوں کی پیاس
سکھی! اب کون بندھائے آس

رسالہ "اوم" میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے!

ایک گیت

شری گیان چند منصور

ساجن! راہ میں چھوڑ نہ جانا
پریم کی ڈور ہے کچا دھاگا
اس کو توڑ نہ جانا
ساجن! راہ میں چھوڑ نہ جانا

جان کی لیوا ہیں برساتیں
سولی سم ہیں بھیانک راتیں
اب مکھ موڑ نہ جانا
ساجن! راہ میں چھوڑ نہ جانا
جیون پر چھایا ہے جوبن
اتی کومل ہے من کا درپن
اس کو توڑ نہ جانا
ساجن! راہ میں چھوڑ نہ جانا
پیاسے جی میں پریم کی جوالا
مکھ سے لگا کر امرت پیالا
جھٹ پٹ چھوڑ نہ جانا
ساجن! راہ میں چھوڑ نہ جانا

گھمنڈ کو چور کرنے والے بھگوان کرشن

از
پنڈت میا داس شرما

-۱-

بھگوان کی آٹھ پٹ رانیوں میں سے ایک پٹ رانی تھی جس کا نام ستیہ بھاما تھا، وہ یہ سمجھتی تھی کہ بھگوان جتنا پیار مجھ سے کرتے ہیں۔ اُتنا اور کسی سے نہیں کرتے۔ اس طرح کے گھمنڈ کے بس میں ہو کر ایک بار انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ بھگوان شری کرشن کو سونے کے برابر تول کر میں سارا سونا براہمنوں کو دان کر دونگی۔ شری کرشن نے ستیہ بھاما کے اس وچار کی کسی طرح بھی مخالفت نہ کی۔ وہ ترازو یا کانٹے کے ایک پلڑے میں وشو مبھر مورتی دھارن کر کے بیٹھ گئے، ستیہ بھاما دوسرے پلڑے میں ایک ایک کر کے سونے کی وستوؤں کو رکھنے لگیں۔ سب سونے کے برتن گہنے وغیرہ رکھنے پر بھی شری کرشن کا پلڑا بھاری رہا۔ تب ہار کر ستیہ بھاما نے اپنی بے بسی محسوس کی۔ اتفاق سے اُسی سمے دیورشی نارد پدھارے، اور مند مند مسکان سے بولے "ماتا! جو تربھون کو دھارن کر رہے ہیں۔ وہ دنیاوی چیزوں سے کیسے تولے جا سکتے ہیں۔ لیکن اُن کا نام ان کے دویہ شریر سے اُتم ہے۔ میں اس تلسی کے پتے پر ان کا نام لکھ دیتا ہوں۔ آپ تمام رتن، جواہرات، سونا ہٹا لیں، ہیں اُن کی جگہ اس تلسی کے پتہ پر کرشن نام رکھ دوں گا۔ آپ دیکھ لیں گے کہ وشو مبھر دیو کیسے ہلکے ہو کر اوپر اُٹھ جاتے ہیں۔ نارد جی کی بات سُن کر ستیہ بھاما جی ششدر رہ گئیں نام کے ساتھ یُکت تلسی پتر پلڑے پر رکھتے ہی شری کرشن ہلکے ہو کر اوپر اُٹھ گئے۔ اور تلسی دل والا پلڑا نیچے زمین سے جا لگا۔ ستیہ بھاما کا گھمنڈ چور چور ہو گیا۔ اور انہوں نے بھگوان کی ستتی کر کے چھما پرارتھنا کی۔

-۲-

بھیم سین کو گھمنڈ تھا کہ دُنیا میں میرے جیسا طاقتور کوئی نہیں ہے، بھگوان کرشن نے اُن کے اس غرور کو بھی چترائی سے چور کر دیا۔ بن باس کے دوران میں جب وہ گندھ مادن پربت پر رہائش پذیر تھے۔ اُس وقت دروپدی کے لیے خوشبودار پھول تلاش کرتے ہوئے بھیم سین ایک جنگل میں پہنچے، وہاں دیکھا کہ ایک بہت بڑا بندر اُن کے راستہ کو روکے لیٹا ہے۔ بھیم سین نے کہا "او بندر! راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو جاؤ۔" بندر نے جواب دیا "میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ ہل جل نہیں سکتا، میری دُم پکڑ کر ایک طرف سرکا دو۔ اور چلے جاؤ۔" بھیم نے لاپرواہی سے بائیں ہاتھ سے ہنومان جی کی دُم پکڑی۔ (کیونکہ وہ بندر رُوپ میں شری ہنومان جی ہی تھے) مگر وہ تو ذرا بھی نہ ہلی۔ پھر دایاں ہاتھ استعمال کیا۔ مگر نتیجہ وہی۔ پھر دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑا۔ اور پورا زور لگایا۔ مگر بندر کے شریر کو ذرا بھی نہ سرکا سکے۔ آخر شرمندہ ہو کر پوچھا "آپ کون ہیں؟" ہنومان جی نے اپنا نام پتہ بتلایا اور اپنا ڈیل ڈول دکھا کر اُن کو خوشبودار تالاب جہاں سے پھول بہہ چلے آتے تھے کا پتہ بتلایا۔ اور راستہ بھی دکھلایا۔

-۳-

ارجن کے من میں بھی یہ گھمنڈ تھا کہ میرے برابر کا یودھا اور کوئی نہیں ہے۔ وہ شری کرشن کو محض دوست ہی سمجھتے تھے مگر بھگوان کے وشو یا ویراٹ رُوپ کو دیکھ کر اُن کا یہ گھمنڈ دور ہو گیا۔ اور پہلے جو اُن کو سکھا

سمجھ کر دوست جیسا برتاؤ کرتے تھے ۔ اس کے لئے اُنہوں نے معافی مانگی۔

بھگوان کرشن نے پرتھوی کا بھار اُتار کر جب لیلا سماپت کی۔ تو مہا پریان کے بعد ارجن دوارکا کی کچھ استریوں کو ساتھ لے کر ہستناپور لوٹ رہے تھے کہ راستے میں لیٹروں کی ایک قوم نے (جسے بھیل کہتے ہیں) ارجن پر حملہ کر دیا۔ وہی گانڈیو دھنش تھا۔ وہی ارجن تھا۔ وہی تیر تھے۔ لیکن ایک بھگوان کے بغیر یہ سب بیکار ثابت ہوئے اور ارجن کو جو اپنی بہادری کا غرور تھا۔ وہ سب چور ہو گیا

۔ ۴ ۔

نش دیہہ دھارن کر منش جیسا ویوہار کرتے وقت بھگوان کو جب اپنے اندر بھی غرور کا آبھاس ملا۔ تو انہوں نے فوراً لوگوں کو نصیحت دینے کے لئے کسی نہ کسی بہانہ سے اپنے اس گھمنڈ کو دور کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی، کورو کشتیر کی لڑائی میں جانے سے پہلے شری کرشن نے پرتگیا کی تھی کہ میں ہتھیار دھارن نہیں کروں گا، شری کرشن جانتے تھے کہ جب تک ارجن کے رتھ پر سارتھی بن کر میں موجود رہوں گا۔ تب تک کوئی یودھا ارجن کو ہرا نہیں سکتا بھیشم ایک دن پرتگیا کر کے مقابلہ پہ آیا، سور داس کے شبدوں میں سے

آج جو ہری ہوں نہ شستر گہاؤں۔ تو لاجوں گنگا جننی کو۔
شانتنو سُت نہ کہاؤں ۔

بھیشم نے ارجن پر تیروں کی وہ بوچھاڑ کی۔ کہ ارجن ویاکل ہو گئے، بھگوان اُس کی یہ حالت دیکھ نہ سکے اور فوراً رتھ سے کود پڑے، سدرشن چکر گھماتے ہوئے بھیشم پر ٹوٹ پڑے، مگر ارجن نے آ کر پیچھے سے پکڑ لیا۔ اس طرح اپنے ہی گھمنڈ کا خود دمن کرنے کے لئے اُنہیں اپنی پرتگیا توڑنی پڑی۔

شری بھگوان کی اس طرح کی لیلاؤں اور نصیحت آمیز گھٹناؤں کا انت نہیں ہے۔

پُورن ویدانت پر دو لاجواب تحائف

پُورن ومرسم (اُردو) ویدانت پر ایک نہایت بلند پایہ، جامع اور بے نظیر کتاب جس میں ویدانت کے گہرے سے گہرے رازوں کو اس طرح ۔ کہ سادھارن سوجھ بوجھ والا منشیہ بھی برہم گیان اور جیون کے تتوں کو جان کر پرم آنند اور شانتی انوبھو کرتا ہے، سب شکوک مٹ جاتے ہیں اور سارا جگت ہی آتم درشن ہو جاتا ہے۔ یہ گرنتھ گویا ایک نیا شاستر ہے۔ جو قدیم ترین فلسفہ زمانہ حال کی علمی بولی میں روشن کرتا ہے۔ قیمت ۱۰/

(ہندی ا ھندی بھاشا میں پرکاشت)

جیون رہسیہ یعنی آتم ، جیون ، گیان پر ایک انمول ساہتیہ رتن ہے۔ اس آتم گیان ، جیون اور کتھا سنسار کو ہی سچا سورگ بنانے اور ان مولیوں پر نرالے رنگ سے روشنی ڈال کر ابھی اور یہیں جیون آنند پانے کا سرل مارگ دکھلایا ہے قیمت ۱/۵۰

رسالہ اوم دہلی سے منگوا لیں

ٹیلی فون نمبر 25455 قائم شدہ 1922ء

ہر طرح کے عمدہ رنگ و روغن، سیمنٹ، کلر، وارنش، تیل تارپین، السی کا تیل، سپرٹ، برش وغیرہ بازار سے بارعایت نرخ پر ملتے ہیں۔

پتہ

شادی اینڈ کمپنی

فتحپوری دہلی

ہول سیل اینڈ ریٹیل پینٹ مرچنٹس

سیتا کی کھوج

از
کوی لوکناتھ جی
دل

کھوجتے ندی کنارے تک گئے سوکھے کھیتوں سبزہ زاروں تک گئے
اونچے اونچے کوہساروں تک گئے پھرتے پھرتے گہری غاروں تک گئے
ریت اور مٹی کے ٹیلوں تک گئے
سیتا سیتا کرتے میلوں تک گئے

اک تڑپتے گیدھ کو پایا وہاں اور تڑپ کر گیدھ نے کھولی زباں
سادھو بن لنکیش آیا تھا یہاں اس کے چنگل میں پھنسی تھی سیتا ماں
میں نے کوشش کی چھڑانے کیلئے
میں لڑا ماں کو بچانے کے لئے

پر مجھے نیچا دکھا کر لے گیا وہ مجھے آخر ہرا کر لے گیا
تیغ کے چرکے لگا کر لے گیا تیروں سے زخمی بنا کر لے گیا
رہ گیا آنسو بہانے کے لئے
یہ خبر تم کو سنانے کے لئے

اب میرا اسنسکار کرتے جائیے اتنا ہی اُپکار کرتے جائیے
بھو سے بیڑا پار کرتے جائیے داس کا اُدھار کرتے جائیے
پالیا دیدار اے دل کے مکیں
اور اب میری کوئی خواہش نہیں

رام نے چھاتی سے لپٹایا اُسے رام نے آنکھوں پہ بٹھلایا اُسے
اور جب دم توڑتے پایا اُسے مسکرا کر جلوہ دکھلایا اُسے
لاش ہاتھوں پر جلائی رام نے
راکھ ماتھے پر لگائی رام نے

چلتے چلتے گرم سبزہ زار پر پاؤں آ جاتے تھے نوکِ خار پر
جا ہی پہنچے بھیلنی کے دوار پر ہو گئے قربان اُس کے پیار پر
اُس نے پہچانا تو بے خود ہو گئی
موج اک بحرِ کرم میں کھو گئی

رام اس کو ہوش میں لانے لگے لگ رہی ہے بھوک فرمانے لگے
کھٹے میٹھے بیر سب کھانے لگے دل کو یوں آرام پہنچانے لگے
آرزو اُس کی بھی پوری کر چلے
گوہروں سے دامن اس کا بھر چلے

جیسے تیسے گذر اوقات ہو گئی چلتے چلتے دشت میں رات ہو گئی
اَنجنی سُت سے ملاقات ہو گئی اتفاقاً بات میں بات ہو گئی
رام جب سُگریو سے آ کر ملے
پھول دو فرطِ مسرت سے کھلے

بولا آخر ہاتھ دونو جوڑ کر جی رہا ہوں شیشۂ دل توڑ کر
تاج بھائی لے گیا سر پھوڑ کر بیٹھا ہوں راج اور رانی چھوڑ کر
مجھ کو تخت و تاج پھر دلوایئے
مہربانی آپ یہ فرمایئے

رام لوٹ لیے راج ہم دلوائیں گے؛ تاج تیرے سر پہ ہم پہنائیں گے
تیرے دشمن کو عدم پہنچائیں گے پھول آشا کے تیرے کھل جائیں گے
نغمے گونج اٹھیں گے دل کے ساز پر
کان جھوم اٹھیں گے اس آواز پر
کھوجتی ہے پہلے لیکن جانچی چھنتا ہے دن رات اس انجان کی
فوج کوئی ہو اگر اس شان کی ڈٹ کے جو بازی لگا دے جان کی
شاہ بولا بات سن جہان کی
یہ تو ہمت ہے فقط ہنومان کی
(سنہری رامائن کا ایک حصہ)

ایشیا کا بہترین سفید بالوں کو سیاہ کرنے والا

پرارتھنا شری اشٹادشہ بھجی

از
پنڈت: دوارکا ناتھ
رینہ حاجب

۱۔ ماجی لوز سان زار، کرسون چارہ لولو — ہر رنگہ چھی لاچار۔ کرسون چارہ لولو
۲۔ زگتچ چھیک رکھپال ہوہ، مدہ سوتی گال — کردیا چھی پزرہ آدتی کار۔ کرسون چارہ لولو
۳۔ جامہ پہیرت چھی چھنتی، دوکھ کاس یار وتی — چھیک ژری شیرس سوار۔ کرسون چارہ لولو
۴۔ نیترِ پیوشہ پنز۔ کلس پیٹھ مختہ چھتر — نال شوبان کم ہار ۔ کرسون چارہ لولو
۵۔ ماجہ اشٹادشنہ بھجی۔ انہ گرہس پراون چھی — برس ال ہیت نادار ۔ کرسون چارہ لولو
۶۔ عینہ کن لایان ناد ۔ ماجی لوز فریاد — دیا درشٹی آمید وار ۔ کرسون چارہ لولو
۷۔ آسن چھی سنتھاہ انسان۔ کرتا وزان پہچان — کھتمت پایہ انبار ۔ کرسون چارہ لولو
۸۔ رنگہ زنگہ فکرہ تہ غم، سمبرت آئے یک دم — کاس غم چھیک غم خوار۔ کرسون چارہ لولو
۹۔ مہشاسر گالت، پرتھوی بار وولت — بھکتن رچھیا کار ۔ کرسون چارہ لولو
۱۰۔ ہے وسیلن ماتا۔ چھیک ژری موکھ داتا — کاس کشٹ غم اندھکار۔ کرسون چارہ لولو
۱۱۔ چھپوتہ کا نہ رسیں دارتا۔ ژہ بغیر لوزہ ماتا — فریاد لوز زار یار ۔ کرسون چارہ لولو
۱۲۔ دُرگا درگت ہر۔ انوگرہ ہیتھ کر — سنتان چھ تابعدار ۔ کرسون چارہ لولو
۱۳۔ ماجہ بھوان کریا رگی، لگہ ہوی یار یاری — وبدن چھو چھو لوی سار۔ کرسون چارہ لولو
۱۴۔ برہ ہے کبیرہ کھنڈہ نغال، دندہ ہیئے یاون لال — ماجی کرہ بیئے سرنثار ۔ کرسون چارہ لولو
۱۵۔ اشہ دانہ کھور چھلیئے۔ مشکہ کافور ملیئے — ونہ بخشی انبار ۔ کرسون چارہ لولو
۱۶۔ ماجی چھنہ کا ہنز، منتر اوتم منتہ زا ہنہ — ژری ہیتھ چھم اختیار۔ کرسون چارہ لولو
۱۷ ناو منز دریاوس پہجتر وجہ داوس — نم رٹ اسہ ونہ تار ۔ کرسون چارہ لولو
۱۸ ونتی تھو تم کن، سید کر منہ کامن — بوڈ چھی چون دربار ۔ کرسون چارہ لولو
۱۹۔ دوارکا تل پاون۔ کن ہتھو فریاون — ژہ بغیر چھپوتہ کامنہ یار۔ کرسون چارہ لولو

ماجی لوز سان زار ۔ کرسون چارہ لولو

ترجمہ

۱۔ ہے ماتا دُرگا ہماری پرارتھنا کو سن لیں۔ ہم ہر طریقے سے لاچار ہو گئے ہیں، ہماری پرارتھنا کو سن لو ہماری سہایتا کرے
۲۔ آپ جگت کی رکھشا کرنے والی ہو، ہمارے موہ اور مد کو نشٹ کرو۔ آپ کو سب کچھ سامرتھ ہے، ہماری سہایتا کرو
۳۔ آپ نے سفید پوشاک پہن رکھی ہے اور آپ شیر پر سوار ہیں، ہمارے دُکھ اور کشٹ دُور کرکے ہماری سہایتا کرلو۔ ہے یاردتی جی ہمارے دُکھ دُور کرو۔

۴۔ آپ کے نیتر (آنکھیں) کنول کے پھول جیسے ہیں۔ آپ کے سر پر موتیوں کا چھتر ہے اور آپ کے گلے میں مختلف قسم کی مالائیں شوبھا دیتی ہیں۔ ہماری سہائتا کرو۔

۵۔ ہے ماتا اشٹا دشہ بھجی ہم آپ کے انوگرہ کے منتظر ہیں۔ ہم آپ کے دوار پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری سہائتا کرو۔

۶۔ ہم دل سے آپ کو پکارتے ہیں، ہماری فریاد جگت ماتا سنو۔ ہم آپ کی دیا درشٹی کے امیدوار ہیں۔ ہماری سہائتا کرو۔

(۷) ہم بالکل انجان ہیں، ہمیں اپنی پہچان دو۔ ہم پر پاپوں کے بوجھ چڑھے ہیں۔ ہماری سہائتا کرو۔

(۸) ہم پر یکدم مختلف قسم کے رنج و الم آ پڑے ہیں۔ ہمارے رنج و فکر دور کرو کیونکہ آپ ہی ہماری غم خوار ہے۔ آپ ہی ہماری سہائتا کرو۔

۹۔ آپ نے مہشا سر کو مار کر پرتھوی کا بھار کم کر دیا۔ آپ بھگتوں کو پالنے والی ہے۔ ہماری سہائتا کرو۔

(۱۰) ماتا آپ بے وسیلوں کو سکھ اور مکتی دینے والی ہے۔ ہمارے کشٹ، غم اور اندھکار دور کر کے ہماری سہائتا کرو۔

(۱۱) آپ کے بغیر اے جگت امبا ہمارے دکھوں کی داد کوئی سننے والا نہیں ہے۔ ہماری ونتی اور پرارتھنا اور ہماری فریاد کو سویکار کر کے ہماری ہر طرح سے سہائتا کرو۔

۱۲۔ ہے ماتا درگا ہماری درگتی کو دور کر۔ ہم پر اپنا انوگرہ کر ہم آپ کے تابعدار سنتان ہیں۔ سہائتا کر۔

۱۲۔ ہے ماتا بھوانی ہماری امداد کر، ہم آپ کے لئے بلیدان ہو جائیں گے۔ ویدوں میں آپ کا ہی سار ہے، سہائتا کر۔

۱۴۔ ہم کھیر اور مشٹان کے تھال آپ کے لئے لائیں گے اور اپنی آنکھوں کی پتلی آپ پر قربان کریں گے۔ ہے ماتا جی ہم اپنے سر کو آپ کے چرنوں کی بھینٹ کریں گے۔ ہماری سہائتا کرو۔

۱۵۔ میں آنکھوں کے آنسوؤں سے آپ کے چرن کنول دھولوں اور ان پر مشک کافور مل لوں۔ آپ ہمیں بھگتی کا دان دے اور ہماری سہائتا کرو۔

۱۶۔ ماتا میرا کوئی نہیں ہے۔ آپ مجھے کبھی نہ بھولیں مجھے صرف آپ پر اختیار ہے۔ آپ کی ہی شرن ہوں میری سہائتا کرو۔

۱۷۔ میرے جیون کی نیا (کشتی) طوفان میں پھنسی ہوئی ہے۔ آپ ملاح بن کر خود اس کو کنارے لگا دو۔ اور ہماری سہائتا کرو۔

(۱۸) میری بینتی پر ماتا دھیان دے اور میری منو کامنا پوری کر۔ آپ کا دربار بہت وسیع ہے۔ ہماری سہائتا کر۔

(۱۹) دوارکا ناتھ آپ کے پاؤں پڑے ہے، اس کی فریاد کو کان دھر کر سن۔ ماتا آپ کے بغیر کوئی بھی مددگار نہیں ہے آپ ہی ہماری سہائتا کرو۔ ماتا ہماری بینتی سویکار کر اور ہماری سہائتا کر۔ (اوم شو بھم استو)

GOOD LUCK GOOD LUCK

خوبصورتی کا راز

گڈلک سنو۔ کریم۔ پوڈر

تیار کردہ: گڈلک کیمیکل ورکس صدر بازار دھلی

شری بھگوان رام

از
شری جگن ناتھ
جی کھنہ

رگھو ونشی شری بھگوان رام مریادا پرشوتم کہلاتے ہیں۔ اُن کے جیون کی ہر ایک گھٹنا رہسیہ سے بھری ہے جو جن سادھارن آسانی سے نہیں سمجھ سکتے۔ یدی سمجھ میں آ بھی جائے تو اُس کے انوسار اپنے جیون کو ڈھالنا بڑا کٹھن ہے۔ پرنتو یہ بات نروواد ستیہ ہے کہ نشچے مانو کے کلیان کا ایک ماتر سادھن بھگوان رام کے جیون سمبندھی گھٹناؤں کا انوکرن کرنا ہی ہے۔ اس سے نہ کیول ہمارا ویکتی گت گرہستی جیون سکھ شانتی مے ہو سکتا ہے بلکہ ہمارے سماج کی کایا ہی پلٹ سکتی ہے۔ رام راجیہ میں اتنا سدھار آ سکتا ہے کہ جو ایک سوتنتر دیش اور جاتی کے لئے یتھوچت اور شوبھائمان ہے۔ آج کل جو برائیاں گھن کی طرح ہمارے سماج کو اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہیں اور شاسکوں اور سدھارکوں کے لئے ایک سمسیا بن چکی ہیں۔ بڑی سگمتا سے دور ہو سکتی ہیں، یدی ہم اپنے جیون کی گاڑی کو رامائن کے اوچیہ آدرشوں کی پٹری پر چلانے کا یتن کریں۔ کیونکہ واستو میں ہماری ادھوگتی کا مول کارن ہمارا اپنی پراچین سنسکرتی اور پرمپرا سے مونہہ موڑ کر پشچمی سبھیتا کو اپنانا ہی ہے۔ ہم اندھا دھند ان دیشوں کے پیچھے چلنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کھیل میں اس کوّے کی طرح جو ہنس کی چال چلنے لگا اور اپنی بھی چال بھول گیا۔

کوّا چلا ہنس کی چال، کوّا رہا نہ ہنس

ہم بھی نہ تو پورے پورے انگریز ہی بن پائے ہیں اور اپنے اوچیہ آدرشوں سے گر کر کسی کام کے بھی نہیں رہ جاتے۔

کہاں ایودھیا تک سکھ کا انوبھو کرنے والے دیشی تھے اور کہاں آج کل کے ولاس پریہ اور عیش لولپ فیشن پرست بھارتی، جن کی ضروریات زندگی اب دن پرتی دن بڑھتی ہی جاتی ہیں اور اسی کارن سے اُن کا جیون سروتھا دکھمے ہو رہا ہے، پرنتو موہ وش وہ بھی ہیں سکھ جان رہے ہیں۔ اب بھی یدی ہم اپنے پراچین بھارتی آدرشوں کے انوسار ہی اپنا جیون ویتیت کرنے کا پریاس کریں تو ہماری بہت سی کٹھنائیاں دور ہو سکتی ہیں۔ آئیے آج ہم رام بھگوان کے اُجول جیون سے کچھ مہتو پورن شکشائیں گرہن کرنے کا یتن کریں تاکہ ہم بھی اُس پرمپرا کے انوسار سچے بھارتی بن سکیں۔

۱۔ سہن شیلتا: بھگوان رام کی سہن شیلتا یا تحمل اور بردباری کا پرتیکش ہمیں اس وقت ملتا ہے جب آپ نے جنک پوری میں دھنش بھنگ کیا اور پرشرام جی اس کا بدلہ لینے کے لئے جھٹ آ پہنچے اور نہایت سخت لہجہ میں اُن سے مخاطب ہوئے۔ اُن کی اس سخت کلامی سے لچھمن جی کو غصہ آ گیا اور وہ اسے برداشت نہ کر سکے اور انہیں ترکی بہ ترکی جواب دے کر ایک طرح سے انہیں لاجواب کر دیا۔ منی لچھمن کی آزادانہ گفتگو سے اور بھی جھلّا گئے۔ اور اُسے مارنے کے لئے بھی تیار ہو گئے۔ لیکن صورت حال بگڑتی دیکھ کر بھگوان رام نے کن شبدوں میں منی سے بات چیت کی اور اُن کا غصہ شانت کیا۔ یہ وہی کر سکتے تھے عام انسان ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔

بھرگوپتی بکہیں کٹھار اٹھائیں۔ من مسکائیں رام سر نائیں

رام کہیو برس بنجوہ بیتا۔ کر کٹھار آگئے یہ سیسا
جیہیں رس جاپی کرئیے سوتی سواتی، مرہی جاتے آپن انوگامی
کہاوارتھ۔ پرس رام جی اپنا کٹھار یا کلہاڑا اُٹھا
کر غصّے سے لال پیلے ہو کر جو کچھ منہ میں آیا کہے جاتے
تھے۔ لیکن رام بھگوان مسکراتے ہوئے اپنا سر ان کے
آگے جھکا دیا اور کہنے لگے کہ، منیشور آپ اپنا کرودھ
شانت کریں۔ آپ کے ہاتھ میں یہ کٹھار ہے اور میرا سر
آپ کے آگے ہے۔ جو چاہیں کر لیں۔ یا جس طرح سے
ہو سکے اپنے غصے کی اگنی کو شانت کریں اور مجھے تو
آپ اپنا داس ہی سمجھیئے۔ میں اس سے بڑھ کر آپ کو کچھ
نہیں کہتا۔ میرا تو چھوٹا سا نام رام ہی ہے۔ اور آپ کا نام
پرسو ملا کر پرسرام بڑا نام بن جاتا ہے۔ ہمارے پاس تو
دھنش، کا ہی ایک گُن ہے لیکن آپ نو تو گنوں سے یکت
ہو رہے ہیں۔ کرپا کر کے آپ ہمارے اپرادھ کو کشما کر
دیں۔ آپ مجھے برہمن سمجھ رہے ہیں۔ لیکن میں جیسا
برہمن ہوں وہ ابھی آپ کو بتاتا ہوں، ہم کھشتری نوجوان
ہیں۔ جو کوئی ہم کو یدھ کے لئے للکارتا ہے خواہ وہ دیوتا
راکشس اور کتنا بڑا پرتاپی راجہ یا کال ہی کیوں نہ ہو
ہم اس سے خوب لوہا لینا چاہتے ہیں۔ ہم میدان سے
بھاگ جانے والے کائر اور بزدل نہیں ہیں۔ اپنی کُل
کی پرشنسا یا تعریف کرنے کا میرا سوبھاؤ نہیں ہے لیکن
ایک بات ضرور ہے کہ رگھو ونشی کرن میں کال سے بھی
نہیں ڈرتے۔ بھگوان رام کے یہ مردو بچن سن کر پرسرام
جی کے ہوش ٹھکانے آگئے اور آپ نے دونوں بھائیوں سے
کشما مانگی اور ان کی جے جے بلاتے ہوئے وہ بن کو
تپسیا کرنے چلے گئے۔

اس پرسرام اور رام سنواد سے یہ بات واضح
ہو جاتی ہے کہ شری رام نے منی کا آدر اور مان کرتے ہوئے
ان سے بڑی شائستگی اور تہذیب سے بات چیت
کی، جہاں اس سے اس اپرادھ کے لئے معافی مانگی

اور ان کے سامنے سر جھکانے تک دریغ نہ کیا وہاں
انہیں میٹھی سی پھٹکار بھی ڈال دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ
ہم اُتم ونش کے کھشتری ہیں جو کہ ہیں کال سے بھی نہیں
ڈرتے اور ہر ایک سے خواہ وہ شکتی شالی دیوتا،
دانو یا راجہ ہی کیوں نہ ہو۔ رن کھیتر میں لوہا لینے کو تیار
رہتے ہیں۔ کائروں اور بزدلوں کی طرح نہ ہی میدان سے
بھاگتے ہیں اور پیٹھ دکھاتے ہیں۔ اور نہ ہی ذلت سے
ہتھیار ہی ڈالا کرتے ہیں۔ بھگوان نے اس طرح اسانت
کا خود ہی سپشٹی کرن (وضاحت) کر دیا کہ اہنسا، نمبر
کا اصول نہیں بن جانا چاہیئے۔ پرنتو سمے آنے پر یدھ کرنے
سے گریز بھی کرنا کائروں کا کام ہے۔ اہنسا وادہر وقت
کام آنے والا اصول نہیں بن سکتا۔

(۲) شری رام کی ماتر بھگتی: شری بھگوان رام ماتا پتا کے
آگیا کاری تھے۔ اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا
ہے جب آپ کی سوتیلی ماں کیکئی نے اپنی طرف سے یہ حکم
سنا دیا کہ ہے رام تمہارے پتا جی کی آگیا یہ ہے کہ آج
تمہارا راج تلک نہ ہو اور تم چودہ سال کے لئے بن باس
کے لئے چلے جاؤ۔ راج گدی پر بھرت آسین ہوں گے
کوئی معمولی انسان ہوتو اپنی سوتیلی ماں کی یہ بات سن کر آگ
بگولہ ہو جاتا لیکن اس کے برعکس شری رام بھگوان پرسن
چت ہو کر اس کی باتیں سنتے رہے اور پھر یوں کہنے لگے:۔

سن جننی سوئی ست بڑبھاگی۔ جو پتو ماتو بچن انوراگی
تنے ماتو پتو توش نہارا۔ دُرلبھ جننی سکل سنسارا

(دوہا)

منی گن ملن وسیش بن سبھی بھانتی ہت مور
تیہی مہہ پتو آئیسو بہوری سمت جننی تور

(چوپائی)

بھرت پران پریہ پاوہی راجو۔ ودھی سب بدھی موہی سنمکھ آجو
جو نہ جاؤں بن ایسے ہو کاجا۔ پرتھم گنئے موہی موڑھ سماجا
انب ایک دکھ موہے وسیشی۔ نپٹ بیکل نرنایک دیکھی

تھوڑی سی بات پہ تو ہی دُکھ بھاری۔ ہوتی پرتیت نہ سوہے تمہاری راؤ دھیر گن ادھی اگادھو۔ بھا مو ہی تیں کچھو بڑا اپرادھو جاتیں موہی نہ کہت کچھو راؤ۔ موری سپتھ تو ہی کہوں سی بھاؤ بھاوارتھ :- ہے ماتا وہی تیر برُ بھاگی ہوتا ہے جو اپنے ماتا پتا کی آگیا کا پالن کرنے والا ہوتا ہے۔ بن جانے میں تو مجھے وشیش لابھ ہوگا۔ وہاں مجھے منیوں کے درشن کرنے کا سو بھاگیہ پراپت ہوگا اس میں تو میرا ہر طرح سے ہت ہی ہے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا خوشی کی بات ہو سکتی ہے کہ میرا پیارا بھائی بھرت راج گدی کو گرہن کرے گا۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ پوجیہ پتا جی اس معمولی سی بات کے لئے اتنے ادھیر کیوں ہو رہے ہیں وہ تو بڑے دھیر اور گمبھیر ہیں۔ مجھے ایسا بھاستا ہے کہ وہ کسی کارن سے مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں کیونکہ وہ مجھ سے بات چیت ہی نہیں کرنا چاہتے ہے ماتا مجھے سچ سچ بتاؤ کہ ان کی ناراضگی کا کیا کارن ہے۔

مختصر اً یہ بھاؤ ہیں جو اس وقت شری رام نے پرگٹ کئے۔ جب انہیں بجائے راج تلک ملنے کے چودہ سال کے لئے بن باس کی آگیا ہوئی۔ ان کی نگاہ میں راج گدی پر بیٹھنے سے بن گمن کہیں زیادہ لابھدائک تھا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی کو گدی دی جانے پر انہوں نے کتنی خوشی ظاہر کی۔ ان کے جیون میں اچانک اتنا پریورتن ہو جانے سے ان کے چٹان جیسے مضبوط دل نے ذرا بھی لغزش نہیں کھائی اور وہ مسکراتے ہوئے پتا کی آگیا کا پالن کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جو دراصل پتا نے دی بھی نہیں تھی۔ صرف سوتیلی ماں نے ہی ان کے پتا کی طرف سے انہیں ایسا کرنے کو کہہ دیا تھا کوئی اور ہوتا تو ایسی پرستھتی میں ایک ہنگامہ کھڑا کر دیتا، خون کی ندیاں بہہ جاتیں۔ لیکن نہیں رام ایک آدرش پتر اور آدرش بھائی تھا۔ وہ خود مریادا قائم کرنے والا تھا۔ کر تویہ پالن اس کا دھیہ تھا انہوں نے تو راج پد کو بھی ہنستے ہنستے چھوڑ دیا لیکن آج کل تو معمولی منسٹری کے پد کو بھی چھوڑنا بھی گوارا نہیں کر سکتا چاہے سارا دیش بہ جاتا ہو۔ جہاں رام آدرش پتر آدرش بھائی، آدرش پتی تھے وہاں آدرش راجہ بھی تھے۔

انہوں نے ایک معمولی دھوبی کی بات سن کر اپنی پیاری بھاریہ مہارانی سیتا کا پرتی تیاگ کر دیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ راجہ کا دھرم ہے کہ پرجا کے وچاروں کی قدر کرے اس لئے وہ ان کے ورودھ نہیں جا سکتے تھے انہوں نے اپنے گرہستی جیون کو محض راجہ کے دھرم پالن کرنے کی غرض سے بالکل نیرس بنا دیا اور باقی سارا جیون ایک طرح سے تپسیا میں ہی گزار دیا۔ یہ ہیں وہ اوچے آدرش جو سمے سمے پر بھگوان رام نے بھارت باسیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ (سنسار بھر کے مانووں) منشیہ ماتر کے لئے ہی ستھاپت کیا۔ ایسے مہان آتما جو سچ مچ بھگوان وشنو کا اوتار تھے اور اپنے بھگتوں کے کلیان کے لئے ہی بھو منڈل پر آئے تھے۔ نام لینا اور ان کا دھیان کرنا ہی منشیہ ماتر کے لئے کلیان کا ہیتو ہے۔

(بولو مریادا پرشوتم بھگوان شری رام چندر کی جے)

خونی و بادی
بواسیر ریکیول پلز نمبر ۳
کی مشہور دوا
کے استعمال سے بہتے ہوئے خون کی دھارا۔ درد جلن فوراً بند۔ تمام مسے جلد سوکھ جاتے ہیں۔ اپنے کیمسٹ سے خریدیں یا لکھیں۔
قیمت 2/6 علاوہ محصول ڈاک
تیار کنندہ:-
ادیل فارمیسی اجمیری گیٹ دہلی
فون نمبر 28314

نہ جانے کیوں؟

از قلم
حکیم رگھیداس جی مضطر

عنوان بالا۔ نہ جانے کیوں ؟ کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ حقائق پر مبنی ہے۔ اہل دل اس مضمون سے ایک عجیب دلچسپی حاصل کریں گے۔ درحقیقت یہ مضمون غفلت کا پردہ پھاڑ کر اپنی پیدا کردہ غفلت کا دیدار کراتا ہے۔ معزز ناظرین پہلے تو اس مضمون کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کہ جس پر "نہ جانے کیوں ؟" کے سوال کا جواب اپنے اندر تلاش کریں۔ مضطر

میں جانتا ہوں کہ فقط تو ہی ست ہے۔ اور باقی اسَت، اسَت اس لئے کہ لمحہ بہ لمحہ تبدیل ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایک لمحہ میں راجہ فقیر بن جاتا ہے اور فقیر تخت نشین ہوتا ہے۔ آبادی ویرانہ اور ویرانہ آبادی کی صورت میں بدل جاتا ہے۔ اپنی گرج سے شیروں کے دل ہلا دینے والا ایک لمحہ میں اس قدر نحیف و نادار بن جاتا ہے کہ ایک مکھی تک کو اڑانے کے لئے بھی دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ ایک لمحہ میں عالیشان محلات کھنڈرات کا ڈھیر بن جاتے ہیں۔ اور کھنڈرات کی جگہ پر عالیشان عمارتیں کھڑی کر دی جاتی ہیں۔ ایک لمحہ میں وہ مہ جبیں انسان کہ جن کے دیکھنے کو ایک دنیا ترستی تھی۔ اب بیچارگی کی حالت میں در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ ایک لمحہ میں وہ آتش بیان مقرر کہ جن کی تقریر سے مردہ دلوں میں بھی نئی زندگی آ جاتی ہے، ہمیشہ کے لئے ایسی خاموشی میں پہنچ جاتے ہیں۔ کہ ان کی زبان سے ایک لفظ تک نہیں نکل سکتا۔ ایک ہی لمحہ میں محفل شادی ماتم خانہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ اس قسم کے واقعات ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ مجھے جو کچھ بھی نظر آ رہا ہے، محسوس ہو رہا ہے۔ ہر لحظہ تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔ کسی بھی واقعہ اور حالت کو قرار نہیں۔ کیونکہ اسَت ہے لیکن اے میرے ستیہ سروپ بھگوان۔ میں یہ سب کچھ جانتا ہوا بھی ست کو چھوڑ کر اس اسَت سے وابستگی رکھتا ہوں ..... نہ جانے کیوں ؟۔

میں جانتا ہوں کہ یہ شریر فانی ہے ایک لمحہ کے بعد وقت مقررہ پر یہ ضرور فنا کے برقعہ سے ملبوس ہوگا۔ کیونکہ یہ قانون قدرت ہے کہ جو بھی پیدا ہوا مرنے کے لئے ہی پیدا ہوا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے میرے کئی رشتہ دار، تعلقدار، عزیز دوست احباب اس طرح آنکھوں سے اوجھل ہو گئے کہ جس طرح دیکھتے ہی دیکھتے ستارۂ صبح آنکھوں کے آگے سے روپوش ہو جاتا ہے۔ اور اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ کہ تمام جاندار خواہ وہ بچہ کی صورت میں ہیں۔ یا جوان کی صورت میں، عورت کی صورت میں ہیں۔ یا مرد کی صورت، سب کی زندگی سانس کی آری سے کٹتی جا رہی ہے، جہاں تک ان کی زندگی کے تختہ کا تعلق ہے۔ سانس کی آری وہاں تک پہنچ کر جسم اور جیو کو علیحدہ علیحدہ کر دیتی ہے اب نہ جیو کا تعلق جسم سے اور نہ جسم کا تعلق جیو سے، جیو جہاں سے آیا، یا جہاں سے پیدا ہوا۔ وہیں چلا گیا۔ یا وہیں لین ہو گیا۔ اور جسم مجموعہ عناصر اپنے اپنے عنصر

میں مل گیا۔ تمام اجسام کی یہی کیفیت ہے۔ تمام اجسام کا یہی انجام ہے۔ لیکن اے میرے مالک۔ یہ سب کچھ جانتا ہوا بھی اپنے فانی شریر کو لافانی مانتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ نہ جانے کیوں ؟

میں جانتا ہوں کہ زندگی چند روزہ ہے اور اس کے تمام ترلوازمات بھی چند روزہ ہیں۔ کوئی بھی حالت نہ تو ہمیشہ رہتی ہے۔ اور نہ ہی ہمیشہ رہیگی۔ پہلے بچپن تھا۔ جو چند روز رہا اور چلا گیا۔ پھر لڑکپن آیا۔ جو چند روز رہا اور چلا گیا۔ پھر جوانی آئی۔ چند روز اپنی بہار دکھائی اور چلی گئی۔ پھر بڑھاپا آیا۔ یہ بھی چند روز رہا اور بالآخر فنا کے سپرد کر کے چلا گیا۔ غرضیکہ جو بھی حالت آئی۔ چند روز رہی اور اپنا تماشہ دکھا کر چلی گئی۔ صحت آئی بیماری آئی۔ تنگدستی آئی۔ فراخدستی بھی آئی۔ دکھ بھی آیا۔ سکھ بھی آیا، شادی بھی آئی۔ غمی بھی آئی۔ وصال بھی آیا۔ جدائی بھی آئی۔ غصہ بھی آیا۔ شانتی بھی آئی۔ ہنسی بھی آئی، گریہ زاری بھی آئی۔ نیک لوگوں کی صحبت بھی آئی۔ اور ادنےٰ خیالات کے لوگوں کی بھی، ولولے آئے۔ جذبات آئے، سکون آیا بیقراری آئی۔ غرضیکہ زندگی کے تمام تولوازمات آئے اور چند روزہ کر چلے گئے۔ کچھ پتہ نہیں لگا۔ کہ کہاں سے آئے ہیں۔ اور کہاں چلے گئے۔ لیکن آئے بھی ضرور اور چلے بھی گئے۔ کوئی بھی ہمیشہ کے لئے رہا نہیں۔ سب رشتے رام جوگی کا پھیرا لگانے آئے تھے۔ پھیرا لگایا اپنی صدا سنائی۔ اور چلے گئے۔ میں نے بہت کوشش کی، کہ جو بھی حالت مجھے پسند ہے۔ جو بھی چیز مجھے مرغوب ہے اور جو بھی واقعہ مجھے خوشی دیتا ہے میں اسے تو اپنے پاس رکھ لوں۔ اور جو حالت مجھے ناپسند ہے جو چیز مجھے مرغوب نہیں۔ اور جو واقعہ مجھے خوشی نہیں بلکہ تکلیف دیتا ہے۔ اسے دھکے دے کر باہر نکال دوں۔ لیکن ایسا مجھ سے ہو نہیں سکا۔ باوجود سر توڑ کوشش یعنی انتہائی تدابیر کے بھی نہ تو میں کسی خوشگوار واقعہ کو اپنے پاس رکھ سکا۔ اور نہ ہی ناخوشگوار حالت کو دھکے دیکر باہر نکال سکا۔ جو بھی آیا۔ وہ قانون قدرت کے تحت آیا۔ قانون قدرت کے تحت رہا۔ اور پھر قانون قدرت کے تحت چلا بھی گیا۔ یہ تماشا میں ہر لمحہ دیکھتا ہوں۔ ہر وقت دیکھتا ہوں۔ اور ہر جگہ دیکھتا ہوں۔ لیکن پھر بھی اے میرے خالق ۔ ۔ ۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کہ یہ سب کچھ چند روزہ کھیل ہے میں اسے دائمی مانتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ نہ جانے کیوں ؟

میں جانتا ہوں کہ میرے اندر امرت کا چشمہ ہے ایسا چشمہ کہ جس سے مجھے ابدی زندگی مل سکتی ہے۔ یہ وہ چشمہ ہے کہ جو بھی یہاں تک پہونچا۔ دائمی سرور حاصل کیا۔ بڑے بڑے مہاتما جن کو ایک دنیا سر جھکاتی ہے۔ اس چشمہ تک پہونچ کر ہی مہاتما بنے۔ باہر کی تو کسی بھی چیز نے آج تک کسی کو مہاتما نہیں بنایا۔ یہ وہ چشمہ ہے جو ہر وقت ہر جگہ اور میرے اپنے ہی اندر بہتا رہتا ہے۔ میں جس وقت چاہوں۔ اس امرت کے چشمہ سے اپنی تمام تکلیفیں (خواہ وہ ادھیاتمک ہوں۔ ادھی بھوتک ہوں۔ یا ادھی دیوک) دور کر سکتا ہوں۔ اس چشمہ میں صرف ایک ہی غوطہ لگانے سے کایا کلپ ہو جاتی ہے اور انسان اپنے آپ کو بحر نور و سرور میں تیرتا ہوا پاتا ہے۔ اور برخلاف اس کے باہر کی دنیا جو ہر لمحہ تبدیل ہو رہی ہے کبھی دکھ دیتی ہے کبھی سکھ کبھی رنج کبھی راحت، کبھی نیکی کبھی بدی، کبھی سکون کبھی بیقراری۔ کبھی عزت کبھی ذلت، کبھی وصل، کبھی جدائی۔ کبھی محبت کبھی نفرت۔ غرضیکہ ہر وقت ہر گھڑی متضاد حالات کی رگڑ اور مقابلہ پیش کرتی ہے۔ اس اندرونی چشمہ آبحیات کا مقابلہ ہی کیا کر سکتی ہے کیونکہ اندر مغز ہے اور باہر پوست۔ اندر سکون دائمی ہے۔ اور باہر بے قراری۔ اندر راحت قلبی

ہے۔ اور باہر کلفت۔ اندر اصل ہے اور باہر نقل۔ اندر بقا ہے اور باہر فنا۔ اندر روشنی ہے اور باہر تاریکی اندر شاہراہ ہے اور باہر گمراہی۔ اندر خوشگوار ٹھنڈک ہے اور باہر ناقابل برداشت تپش۔ اندر حاصل حصول ہے اور باہر تلاش۔ اندر سیری حاصل ہے اور باہر محتاجی۔ اندر بے پناہ طاقت ہے اور باہر کمزوری۔ اندر اپنا دائمی خزانہ موجود ہے۔ اور باہر غریبی۔ اندر شہنشاہی ہے اور باہر گداگری۔ اندر امرت کی دھار چل رہی ہے اور باہر پیاس۔ اندر ہم آہنگی ہے۔ اور باہر اختلاف وغیرہ...
...... اور پھر یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی میں اپنے اندر نہیں! ...... بلکہ باہر سکھ کی تلاش کرتا ہوں..
.... نہ جانے کیوں؟

میں جانتا ہوں۔ کہ یہ دنیا ایک عظیم مسافر خانہ ہے جو بھی یہاں آتا ہے۔ وہ بطور مسافر یہاں رہتا ہے اور وقت پر کوچ کر جاتا ہے۔ اس عظیم مسافر خانہ میں اس کے منتظم حقیقی نے مسافروں کے لیے ہر قسم کا سامان آرام و آسائش مہیا کر رکھا ہے۔ مثلاً روشنی کا انتظام، پینے کا انتظام، پہننے کا انتظام، کام کا انتظام، آرام کا انتظام۔ وقت گزارنے کے لیے رنگا رنگ کی محفلوں کا انتظام۔ دوستوں کا انتظام۔ غرضیکہ ایک مسافر کے لئے جو کچھ بھی ضروری ہے۔ وہ سب کا سب اس مسافر خانہ میں بافراط موجود ہے۔ اور ساتھ ہی ہر مسافر کو کھلی اجازت ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے لئے جو بھی چیز چاہے۔ مفت حاصل کرے۔ کیونکہ حسب دستور اس عظیم مسافر خانہ میں جو بھی آتا ہے۔ خالی ہاتھ آتا ہے۔ اس لئے کوئی بھی مسافر کسی بھی چیز کی قیمت ادا کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔ اور ساتھ ہی اس مسافر خانہ کا یہ بھی نیم (دستور) ہے کہ مسافر جس طرح یہاں خالی ہاتھ آیا تھا۔ اسی طرح پھر واپس بھی خالی ہاتھ یہاں سے چلا جائے۔ کسی کو بھی کوئی چیز ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس مسافر خانہ میں شہنشاہ بھی ہیں۔ گداگر بھی ہیں۔ تندرست بھی ہیں اور بیمار بھی۔ عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی۔ نیک بھی ہیں اور بد بھی۔ غرضیکہ ہر طرح اور ہر مرتبہ کے آدمی یہاں موجود ہیں۔ مگر اس مسافر خانہ کا یہ قانون ہے کہ سب کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھا جائے۔

ضروریات زندگی کی ہر قدرتی چیز، روشنی، پانی، ہوا، غذا وغیرہ ہر شخص کو برابر فیض پہونچاتی ہے۔ کسی طرح کا امتیاز امیری غریبی، نیک و بد نہ رکھا جائے۔ اور نہ ہی کسی کو خواہ وہ شہنشاہ ہو، خواہ بھکاری کوئی بھی چیز خواہ وہ تاج شاہی ہو۔ یا کاسہ گداگری ساتھ لے جانے کی اجازت دی جائے۔ تاج شاہی اور کاسہ گداگری یہاں کا یہیں رہنے دیا جائے۔ کیونکہ ہر مسافر کو اس کے درجہ کے مطابق جو بھی چیز دی جاتی ہے۔ وہ صرف استعمال کرنے کی غرض سے دی جاتی ہے نہ کہ مالک بننے کے لئے۔ ان تمام اشیاء کا اس تمام ساز و سامان کا حقیقی مالک تو وہی ہے کہ جس کا یہ مسافر خانہ ہے۔ وہ خود ہی اس کا مالک ہے اور خود ہی اس کا منتظم۔ اور اس کا انتظام بھی اس قدر مضبوط ہے۔ کہ کوئی مسافر لاکھ کوشش کرے۔ ہزاروں تدابیر بنائے لیکن یہاں سے پھوٹی کوڑی تک نہیں لے جا سکتا۔ اس مسافر کو جو کچھ دیا گیا تھا۔ اسے اس نے استعمال کر لیا۔ اب اس نے اس مسافر خانہ کے دستور کے مطابق یہاں سے ضرور چلے جانا ہے۔ اس لئے اسے یہ سب سامان دوسرے آنے والے مسافروں کے لئے یہیں چھوڑنا ہوگا۔ اور خود خالی ہاتھ جانا ہوگا وغیرہ... اور میں بھی تو ایک مسافر ہوں ...... یہ سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی کہ یہ سب کچھ یہیں چھوڑنا ہوگا اس مسافر خانہ کے سامان کو اپنا مان رکھا ہے... نہ جانے کیوں؟

میں جانتا ہوں۔ کہ قانون قدرت کے ساتھ چلنے میں ہی راحت اور آنند ہے۔ جس طرح قانون قدرت چل رہا ہے اس کی رفتار کے ساتھ اپنی رفتار ملانے اس کی مرضی میں اپنی مرضی مدغم کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے سے ہی زندگی بآرام گذر سکتی ہے۔ اس دارِفانی میں جس نے بھی قانون قدرت کی مخالفت کی اور اس کے ساتھ ٹکر لینے کی کوشش کی اس نے منہ کی کھائی۔ بھلا ایک تنکے کی کیا مجال۔ کہ بہتے ہوئے دریا کو روک سکے۔ ایک نحیف و ناتواں خشک پتے کی کیا طاقت کہ ہوا کا رُخ تبدیل کرے۔ ان کے لئے تو یہی بہتر ہے کہ تنکا تو دریا کی موجوں پر دریا کی روانی کے ساتھ تیرتا چلا جاوے اور خشک پتا ہوا کے پروں پر سوار ہو کر اُڑتا پھرے۔ کتنا آنند ہے۔ کتنی راحت ہے۔ کتنا آرام ہے اس صورت میں۔ یہ اس تنکے یا پتّا سے پوچھئے۔ جنہوں نے قدرت کی مخالفت نہیں کی ...... عین اسی طرح کائنات عالم میں بھی قانون کا دریا رواں ہے۔ نشیب و فراز، شادی غمی، عزت ذلت، آرام تکلیف، رنج و راحت وغیرہ کی لہریں اس دریا کا خاصہ ہیں۔

اور ایک انسان اس دریائے قدرت میں ایک تنکے جتنی ہستی رکھتا ہے۔ اب اس کے لئے سب سے بہتر بات یہی ہے کہ وہ مذکورہ لہروں پر تیرتا چلا جائے۔ اس کے تیرنے سے نہ تو یہ لہریں اٹھنا بند ہونگی اور نہ ہی دریا اپنا رُخ تبدیل کرے گا۔ وہ تو جس روانی اور جس شان کے ساتھ چل رہا ہے۔ اسی طرح چلتا رہے گا۔ اب جو انسان اس کی مخالفت کرے گا۔ یعنی دریا کی روانی کی طرف نہیں بلکہ اس کے مخالف طرف چلنے کی کوشش کرے گا۔ وہ کسی بھی ایک لہر کے نیچے دب کر ہمیشہ کے لئے اس دریا میں روپوش ہو جائے گا۔ ڈوب جائے گا۔ پھر اس سے تو یہی بہتر ہے کہ انسان اس کا مقابلہ نہ کرے۔ بلکہ اس کے ساتھ چلے۔ اس طرح کرنے سے قدرت اس کی معاون و مددگار ہوگی اور دوسری صورت میں مخالف، پہلی صورت میں آرام ہے اور دوسری میں تکلیف ...... لیکن یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی میں ایک (جداگانہ شخصیت ہیں) تنکا یہ چاہتا ہوں کہ قدرت کا دریا میری (شخصی) مرضی کے مطابق چلے اور میں ایک نحیف و ناتواں (شخصی) پتا ہوا کا رُخ تبدیل کرنا چاہتا ہوں

تصحیح بابت کرشن نمبر ماہ اکتوبر ۱۹۵۸ء

صفحہ نمبر ۲ سطر ۳ خالی جگہ میں [illegible] وہی شبد لکھیں۔ صفحہ نمبر ۲۔ چتر دیکھو۔ دو پرشا دتھ شرے آپ ورگ پورے رتعنی بھوگ بان پرست اور سنیاس آشرم برہمچریہ اور گرہستا آشرم

صفحہ ۸ شلوک کے نیچے تیسری سطر میں "دوارا" شبد خیالی کے آگے۔ صفحہ ۹ شلوک سے اوپر چوتھی سطر میں "اربحو سے ملکر" الفاظ سے آگے "اننتم" شبد۔ صفحہ ۹۔ اوپر سے "جو" شبد "اس کے لئے لازمی" کے پہلے ہے۔ صفحہ ۱۱ سطر اول خالی جگہ میں سندی ہیں۔ मूल प्रकृति صفحہ ۱۱۔ آخری نیچے لوٹ۔ ایک جیو دیکھو "شبد" صفحہ ۱۲ سطر ۲ "حذف" احساس سے کے بعد خلاف شبد کی بجائے۔ صفحہ ۱۲۔ چتر میں الشوری کوٹی کے انترگت خطبہ دانی کے باہر پہلو میں سناتن پرش شبد کے آگے خالی جگہ میں تحریر کریں صفحہ ۱۷ چتر کے نیچے ۵ ویں سطر خالی جگہ میں [illegible] لکھ لیویں صفحہ ۱۹۔ آخری نیچے سے ۲ سطر میں دیوی سمپتی کے پہلے لفظ "قبل" درج کریں۔ صفحہ ۱۹ سطر ۹ میں "ناواقفیت ہے" واقفیت کی بجائے۔ صفحہ ۲۸ شلوک سے نیچے ۶ ویں سطر میں خالی جگہ میں [illegible] صفحہ ۲۸ شلوک سے نیچے ۶ ویں سطر

بیشتر لفظ کے "اجزیت" درج کریں۔ صفحہ ۳۰ سطر اول चित्त کی بجائے चिति: شبد ہے صفحہ ۵۰ دوسرا کالم نیچے ۸ ویں سطر بندھی اور اچھائی کے درمیانی شبد بھوگ، ہے شدھ کر لیویں۔ صفحہ ۵۹ دوسرا کالم ۵ ویں سطر DESERVATION کی بجائے

بہت آسان ہے ملنا خدا کا

از
عارف کامل
شری سوامی
دھرمداس
جی مہاراج

بہت آساں ہے ملنا خدا کا — مگر مشکل ہے ملنا پیشوا کا
ہیں یا کہتے سب ہو جو مرضی خدا کی — ولیکن ماننا مشکل رضا کا
نہیں کچھ ساتھ جاتا دیکھتے ہیں — نہ جاتا ہے خیال ہوس و ہوا کا
ہے دعویٰ باندھا اس جا پہ بیجا — جیا تو کیا ہے اک جھونکا ہوا کا
ہیں سب بھائی باہم اولادِ آدم — رکھو نہ خیال تب جور و جفا کا
کوئی بھی چیز اپنی ہے یہاں نہ — سبق سن لے یہ مردِ پیشوا کا
ہزاروں ملک تھے قبضہ میں میرے — چلا خالی ہوں مارا اب قضا کا
نہیں ملتی ہے اب میری حکومت — تھا اک دن زلزلہ میری صدا کا
تھیں سونے کے لئے مخمل کی سیجیں — نہ تھا کچھ انتہا ناز و ادا کا
ہوئے غفلت سے تھا مدہوش شب و روز — نہ سنتا حال تھا عاجز گدا کا
میرا ثانی نہ کوئی اس جہاں میں — گویا مالک تھا میں ارض و سما کا
پڑا ہوں دیکھ اب فرشِ زمیں میں — لگایا موت نے چابک فنا کا
نہیں اٹھنے کی طاقت اب ذرا بھی — نہیں چلتا ہے چارہ کچھ دوا کا
گئی ہے یاد سے سب یادگاری — لٹے سامان سنو یا ہائے ہا کا
نصیحت ہے تجھے میری یہ سن لے — بھروسا کرنا مت اس نالقا کا
ہے دنیا یہ طرح بدکار عورت — وفا خواہاں نہ ہونا بے وفا کا
ہو وے گر تجھ سے کرے کچھ بھلائی — پکڑ لے راستہ صدق و صفا کا
بلائے نقص سے پر اس کی گل شئے — ہے باہر خوشنما پیکر بلا کا
نہ اس کی دیکھ صورت خوب بھولو — مثال سانپ تن اس خوشنما کا
یہی پردہ ہے واحد ذات اوپر — یہی باعث ہے سب سہو و خطا کا
اگر اٹھ جائے پردہ کثرت اشیاء — تو پھر آساں ہے ملنا خدا کا

رہے گا نام تیرا اے دھرمداس
نہ ہو تو آشنا مکر و ریا کا

ویدبھوشن پنڈت رام گوپال شاستری ویدک سکالر کی تیار کردہ

چند ادویات

۱۔ **کاسا**۔ کالی کھانسی کی دوائی۔ جب بچوں کو کالی کھانسی ہوتی ہے۔ تو کھانستے کھانستے الٹی ہو جاتی ہے، منہ نیلا اور لال ہو جاتا ہے سانس رکنے لگتا ہے اگر اس کا علاج نہ کیا جائے تو یہ تین تین ماہ تک رہتی ہے یہ کھانسی ایک بچے سے دوسرے بچے کے ساتھ کھیلنے سے بھی ہو جاتی ہے کاسا دوائی کے استعمال سے یہ بیماری دور ہو جاتی ہے۔ عقل آرام کے لئے تین شیشیاں کافی ہیں۔ قیمت فی شیشی -/۱/۱

۲۔ **شوبھنی کریم**:۔ جوانی کے کیل، مہاسے دور کرتی ہے چہرے کو سندر اور ملائم بناتی ہے قیمت ایک ڈبیہ ایک روپیہ

۳۔ **میدھانو**۔ دماغی کام کرنے والوں کیلئے یہ ایک تحفہ ہے دماغ کی خشکی دور اور یادداشت کی کمی کو ٹھیک کرتی ہے پڑھنے والے ودیارتھیوں اور دماغی کام کرنے والوں کو اس کا استعمال ضرور کرنا چاہئے یہ دوائی برہمی، آملہ، شنکھ پشپی، وریح وغیرہ کئی بوٹیوں سے بنی ہوئی ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ آٹھ آنہ -/۸/۲ ہے۔

۴۔ **بال سکھی**۔ بچوں کو تندرست بناتی ہے اور بنا تکلیف دانت نکالنے میں مدد دیتی ہے۔ قیمت ایک شیشی ایک روپیہ

۵۔ **دھول گولیاں اور تیل**۔ جن لوگوں کے بال چھوٹی عمر میں سفید ہو جاتے ہیں انہیں دھول گولیاں اور تیل استعمال کرنا چاہئے۔ دھول، تیل اور گولیوں کا استعمال بالوں کو پیش از وقت سفید ہونے سے روکتا ہے قیمت ۶۴ گولیاں ایکماہ کے لئے چار روپے تیل فی شیشی ایک روپیہ ۱۰ آنہ کل -/۱۰/۵

۶۔ **نشکل وٹی**۔ بھاری خوراک کی وجہ سے جب ہاضمہ کمزور ہو جاتا ہے تو بدہضمی کی بیماری شروع ہو جاتی ہے کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، منہ سے پانی بہتا ہے اور چھاتی میں جلن ہوتی ہے اس وقت نشکل وٹی معدہ کو قوت بخشتی ہے قیمت فی شیشی ۳۲ گولیاں

۷۔ **لوہ چندریکا**۔ جن بچوں بوڑھوں اور نوجوانوں میں فولاد اور چونے کی کمی ہو جاتی ہے ان کا جسم کمزور ہو جاتا ہے تھوڑی دیر چلنے سے ٹانگیں تھک جاتی ہیں۔ تھوڑا بوجھ اٹھانے سے کمر دکھتی ہے ایسی حالت میں لوہ چندریکا۔ آئرن کیلسیم کمپونڈ نیا خون پیدا کرتی ہے اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے قیمت فی شیشی ۶۴ ٹکیہ دو روپیہ

۸۔ **اپنڈی سائٹس کورس**۔ پیٹ میں اندھی آنت کی سوجن کو انگریزی میں اپنڈی سائٹس کہتے ہیں۔ بڑی خطرناک بیماری ہے جب اس کے دورے پڑتے ہیں تو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ مریض اچھل کر لوٹ پوٹ ہونے لگتا ہے اور آنت پھٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اس بیماری کو دور کرنے کے لئے ۴۰ دن کا کورس استعمال کریں۔ قیمت پورا کورس ۴۰ دن چالیس روپیہ آدھا کورس ۲۰ دن بائیس روپیہ -/۲۲

۹۔ **کوکلا**۔ آج کل گلوں کی سوجن کی بیماری عام ہو گئی ہے زیادہ تر بچوں میں یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے گلے کی گلٹیوں کو ٹانسل کہتے ہیں اس کے بڑھنے سے صحت دن بدن گرتی ہے اور دماغ کمزور ہو جاتا ہے انگریزی علاج میں اپریشن کے بغیر اس کا کوئی علاج نہیں بیماری ابتدائی حالت میں تھوڑے دنوں میں ہی بغیر اپریشن کے گلٹیوں کو ٹھیک کر دیتی ہے اور جسم کو پوری تندرستی دیتی ہے یہ دوائی ۱۵ برس کی آزمودہ دوا ہے قیمت ایک شیشی ہے

۱۰۔ **باچک**: بدہضمی کی اعلیٰ دوا ہے بھاری کھانا کھایا ہے پتھر کی طرح رکے ہوئے معدہ کو فوراً ٹھیک کرتی ہے قیمت فی شیشی ۳۲ ٹکیاں -/۱/۱ روپیہ **نوٹ**: مندرجہ بالا ادویات کی قیمت کے علاوہ ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہے، فہرست ادویات کارڈ لکھ کر مفت منگوائیں۔

فون نمبر 5194

سدھاکر اوشدھالیہ آریہ سماج روڈ قرولباغ نئی دہلی

دُرگا پُوجا اَور دُسہرہ

از
شری
اچل ستیارتھی

دسہرہ شمالی ہند میں راون پر رام کی فتح کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس واسطے شمالی ہند میں اس تہوار کو بالکل یوم فتح کے طور پر مناتے ہیں۔ ناچ، تماشے، ڈرامے ہوتے ہیں، گلو گاؤ دسہرہ تو خاص طور پر مشہور ہے لیکن بنگال میں یہ تیوہار بالکل مختلف نظریہ کے طور منایا جاتا اگرچہ ایک چیز مشترک ہے۔ بنگال میں یہ تیوہار درگا پوجا کے نام سے منایا جاتا ہے اور شمالی ہند میں یہ دسہرہ یا وجے دشمی کے نام سے۔ درگا پوجا بھی بُرائی کی طاقتوں پر نیکی کی طاقتوں کی فتح کے ساتھ منسوب ہے اور وجے دشمی بھی بدی پر نیکی کی فتح کا تیوہار ہے، گویا راستے مختلف ہیں لیکن منزل مقصود ایک ہی ہے۔ ہمارا اس مضمون میں درگا پوجا کا ہی ہے۔ درگا پوجا کا مطلب ہے دیوی درگا کی پرستش اس تیوہار کا مرکز وہ دیوی ہے، جسے بنگال میں درگا، بہار میں آپا، کشمیر میں اشبادہ اور گجرات میں ہنگلاج کے نام سے پکارتے ہیں، راشٹر کے راجہ مہیشاسر پر دیوی کی وجہ کو اس تیوہار کے ذریعے منایا جاتا ہے

روایت ہے کہ اتہاس کے جنم سے بہت عرصہ پہلے مہیشاسر نے دیوتاؤں کی بنائی ہوئی سرشٹی کو تباہ و برباد کر دینے کا فیصلہ کیا اور اس طرح اس نے دیوتاؤں کو بُری طرح ہرا کر ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا۔ دیوتا ناراض ہو کر برہما، وشنو اور شوجی کے پاس پہنچے۔ برہما کو دنیا کا پیدا کرنے والا، وشنو کو اس کی پرورش کرنے والا اور شوجی کو اس کا سنگھار کرنے والا مانا گیا ہے، تینوں دیوتاؤں نے مہیشاسر، کو شکست دینے کا فیصلہ کیا، اور روایت اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ مہیشاسر کی شکل بھینسے کی سی تھی، تینوں دیوتاؤں نے طیش میں آکر اپنے منہ سے آگ کے شعلے برسانے شروع کر دئے۔ چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں نے شامل ہو کر ان کی طاقت میں اضافہ کیا، اور اپنی اپنی طاقت اور سامرتھ کے مطابق ان کی مدد کی، دیوتاؤں کے منہ سے نکلے ہوئے یہ شعلے بادل بن گئے اور ان بادلوں نے متحد ہو کر ایک خوبصورت استری کا روپ دھارن کر لیا، یہی خوبصورت استری درگا دیوی تھی۔

اس دیوی کے دس بازو اور دس ہاتھ تھے چنانچہ سب ہاتھوں میں مختلف ہتھیار لے کر وہ مہیشاسر پر حملہ آور ہوئی، اور سب ہتھیار دیوتاؤں کے دیئے ہوئے ہونے کے کارن خوب کارگر ثابت ہوئے۔ برہما سے اسے ایک پیالہ اور وید ملا، وشنو سے ایک چکر ملا، شوجی نے ترشول دیا، وشنو نے اپنی بجلی اس کے حوالے کر دی، اگنی نے جلتے ہوئے شعلے دیئے، یم مہنت کے دیوتا نے ایک لوہے کا ڈنڈا دیا۔ وایو نے ایک دھنش اور ساتھ تیروں سے بھرا ہوا ایک ترکش دیا۔ سوریہ نے تپش، ورن نے سنکھ، کوویر نے ایک گرز، وشوکرما نے ایک جنگی کلہاڑا دیا۔ جب دیوی دیوتاؤں کے دیئے ہوئے ہتھیار دل سے مسلح ہو گئی تو ہمالیہ نے سواری کے لئے اُسے شیر دے دیا، سمندر نے بھی بہت سے مہلک ہتھیار دے دیئے اور اننت نے سانپوں کا ہار بھیج دیا۔

درگا کی مہیشاسر کے ساتھ جنگ کافی عرصہ جاری رہی، اس دوران میں راکشس نے کئی روپ دھارن کئے اور بالآخر اس کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ دیوی کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ تھا وہ دن جسے درگا پوجا کے طور پر منایا جاتا ہے۔

درگا پوجا کا تہوار کس دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ یہ دیکھنا ہو تو بنگال میں جانے کی ضرورت ہے۔ مجھے پوجا کے ایام میں کلکتہ جانے کا اتفاق نہیں ہوا، لیکن پوجا کے عین بعد وہاں جا کر کالی مندر دیکھا ہے اور ساتھ ہی کلکتہ کے عجائب گھر میں رکھا ہوا کالی مندر کا مٹی کا بنا ہوا ماڈل بھی بغور دیکھا ہے اس ماڈل سے درگا پوجا کا جوش و خروش سمجھ میں آجاتا ہے۔ اس موقعہ پر لاکھوں یاتری درگا کے درشنوں کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ ڈھول، طبلے، مردنگ، جھانجیں، نرسنگھے، سنکھ اس قدر زوروں سے بجتے ہیں، کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی، خوب جوش ہوتا ہے، پنڈے اور شردھالو لوگ جوش سے

جھومتے اور ناچتے ہیں۔ درگا کی مورتی کے روائت کے دس بازو اور دس ہاتھ ہیں۔ اور ان میں دیوتاؤں کے ہتھیار سجے ہوئے ہیں۔ وہ ایک شیر پر سوار دکھائی گئی ہے۔ اور اس کے پاؤں کے نیچے راکشش بھینسا سر پڑا ہوا دکھائی دیتا ہے، مورتی کے سامنے ایک شکنجہ بنا ہوا ہے۔ اور بھینسے کے روپ والے راکشس کی شکست کو صحیح طور پر دکھانے کے لئے ہر سال بھینسے کی قربانی دی جاتی ہے۔ قربانی کے لئے بھینسے کا سر اس شکنجے میں کس دیا جاتا ہے اور جب وہ اتنا کسا جاتا ہے۔ کہ نہ تڑپنے کی اجازت رہتی ہے نہ فریاد کی۔ تو اس کی گردن پر آرا چلا دیا جاتا ہے۔ آرہ چلتے ہی بھینسا تو تڑپنے اور خون میں لوٹنے لگتا ہے۔ وہ تڑپتا ہے اور کسی کی جان گئی۔ آپ کی ادا ٹھہری" کے مصداق نیڈے لوگ نعروں اور گھڑیالوں کی آواز کو اور بھی بلند کر کے بے تحاشہ ناچنے لگتے ہیں کہتے ہیں۔ کہ بھینسے کا خون ایک دوسرے کے ماتھے پر بطور متبرک لگاتے ہیں۔ یہ باتیں ۱۹۳۱ء میں سنی تھیں۔ اب بھی اسی طرح چلتی ہیں۔ یا ان میں کچھ اصلاح ہو گئی ہے۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ بہر حال جیسا اس وقت ہوتا تھا لکھ دیا ہے۔

درگا پوجا کا تیوہار چار دن رہتا ہے۔ اور ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ یہ چار دن دیوی سورگ سے اتر کر زمین پر آتی ہے چار دن زمین پر رہ کر وہ پھر واپس سورگ میں چلی جاتی ہے چنانچہ چوتھے دن درگا کی مورتی کا جلوس نکالا جاتا ہے اور جلوس کے خاتمہ پر مورتی کو دریا میں بہا دیا جاتا ہے۔

دھارمک نقطۂ نگاہ اور مائیتھالوجی پر بحث نہ کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ تیوہار امنگوں اور دھوم دھام کا ہوتا ہے اس موقعہ پر لوگ باہم گر تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں، سارا بنگال صاف ستھرے نئے نویلے لباس میں ملبوس ہو جاتا ہے، شہروں میں لوگ جوق در جوق ادھر سے ادھر آتے جاتے دکھائی دیتے ہیں ہر شخص خوش و خرم نظر آتا ہے، امیر غریب سب اس تیوہار کو یکساں جوش کے ساتھ مناتے ہیں۔ دیہات میں کسان، جولاہا، کمہار، کھلونے بنانے والا۔ ہار بیچنے والا، موچی، نائی، دھوبی، لوہار، ٹھٹھیار سب برابر اپنا کام دھندا چھوڑ کر یہ تیوہار مناتے ہیں۔ مالی لحاظ سے بھی اور جذباتی لحاظ سے ہر کوئی دریا دلی دکھاتا ہے۔ میں نے جھریا میں یہ تیوہار دیکھا تھا۔ وہاں کوئلہ کی کانوں کے مزدور گروہ در گروہ نیزوں اور ٹین کی تلواروں سے مسلح ہو کر ساری ساری رات ادھر ادھر سے بھاگتے ہیں۔ اور اس طرح ایک جنگ کا منظر پیش کر دیتے ہیں۔ اپنے خیال میں وہ ساری ساری رات راکشس کی فوجوں سے لڑتے رہتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ بنگال اور اس کے ساتھ بہار کے کچھ علاقوں میں دسہرہ کا تیوہار، درگا پوجا کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مگر بھارت کے دوسرے حصص میں اسے راماین کے واقعات کی یادگار کے طور پر مناتے ہیں۔ راماین کی کتھا کو یہاں دوہرانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیونکر شاذ ہی کوئی ہندو بچہ ہوگا۔ جو راماین کے واقعات سے ناواقف ہو۔ اس کے باوجود یہ کہنا غلط نہ ہوگا۔ کہ دن بدن ہم اپنے اس اتہاسک واقعہ سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اب بھی کچھ ہندو گھرانے ایسے مل جائیں گے جن کو رام راون کی کتھا کا کوئی علم نہیں۔ تاہم ملک کے طول و عرض میں اس تہوار کو اسی انہماک اور دھوم دھام سے منایا جاتا ہے، جگہ جگہ کتھاؤں اور ڈراموں کے ذریعے لوگوں کے سامنے راماین کے واقعات دکھائے جاتے ہیں۔ یوں تو کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں دسہرہ دھوم دھام سے نہ منایا جاتا ہو۔ راجستھان میں راجپوت اس موقعہ پر ہتھیاروں کی پوجا کرتے ہیں، میسور میں بھی یہ تیوہار خاص شان کے ساتھ منایا جاتا ہے اور اسے دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ خاص کر آخری دن کا جلوس دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جب سجے ہوئے ہاتھی اور رنگین زرق برق پالکیوں جھولوں اور رتھوں کے ساتھ اس جلوس کی رونق بڑھاتے ہیں۔

رسالہ اوم دلی کا سالنامہ

۱۹۵۹ء

سادھو انک ہوگا

جو مستقل خریداروں کو مفت بھینٹ ہوگا!

چندہ سالانہ ۶/۸/۱ بھیج کر آج ہی خریدار بنیئے۔

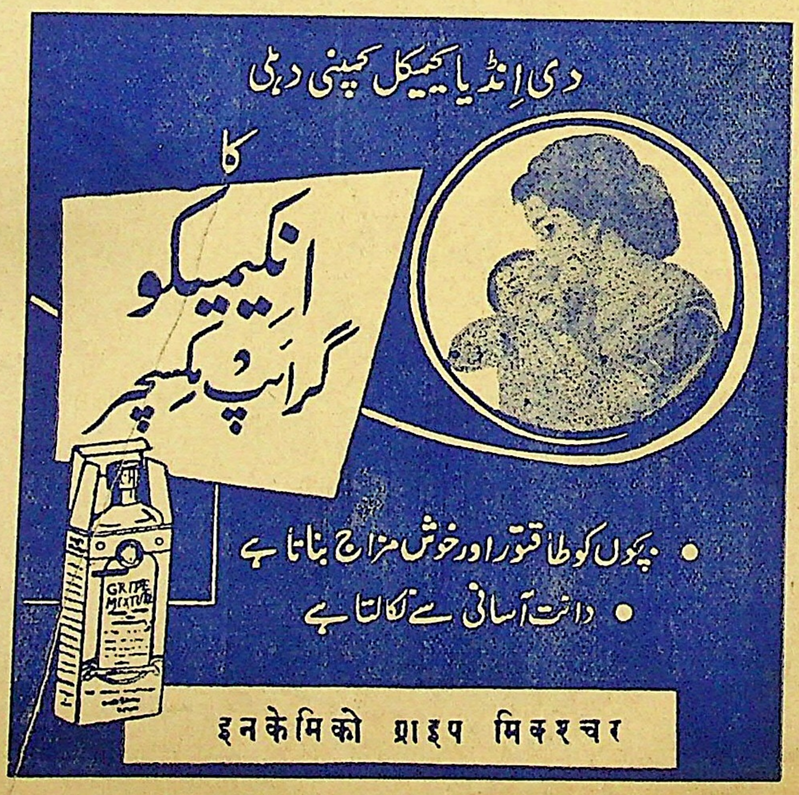

Title Printed at Kapoor Art Press, Karol Bagh, New Delhi-5